مساجد کے ائمہ کرام اور عوام کے لیے ایک خصوصی تحفہ

رمضان کے تیس اسباق

مُفتی عبدالمالک مِصباحی



ادارۂ افکارِ رضا جمشید پور

Ramzan ke Tees Asbaaque

Mufti Abdul Malik Misbahi

مصنف کی کتابیں

(۱) جنگ آزادی اور وطن کے جاں باز
(جنگ آزادی میں شریک سنی مجاہدین علما کی تاریخ پر جماعتی اعتبار سے پہلی کتاب)

(۲) امتیاز حق وباطل (موجودہ فرق باطلہ کے تعارف کے لیے ایک اچھوتی کتاب)

(۳) خطبات اسلام (نئے عناوین اور جدید اسلوب میں اپنی نوعیت کی نایاب کتاب)

(۴) دلکش تقریریں (مدارس/اسکول کے ابتدائی طلبہ کے لیے بیش بہا تحفہ)

(۵) معاشرے کی خرابیاں: اسباب وعلاج (سماجی برائیوں کا بیان اور تدارک کی تدابیر)

(۶) احکام نماز (نماز کے بنیادی مسائل پر مشتمل نفع بخش کتاب)

(۷) النور انگلش پرائمر (سی، بی، ایس، سی بورڈ کے طرز پر نصابی سلسلہ کی پہلی کڑی)

(۸) رمضان کے تیس اسباق
(خاص طور سے رمضان کے مہینے میں مساجد اور فیکٹری وغیرہ میں درس دینے کی نہایت جامع کتاب)

(۹) رہبر دین: پاکٹ سائز اسلامی معلومات کا مجموعہ (ہندی)

زیر ترتیب و طباعت

(۱) خطبات اسلام حصہ دوم (نئے عناوین اور جدید اسلوب میں اپنی نوعیت کی نایاب کتاب)

(۲) خطبات سیرت (ربیع الاول شریف کی بارہ راتوں کی سلسلہ وار تقاریر کا مجموعہ)

(۳) درس نماز (مساجد میں نماز کے بعد درس دینے کی عصری انداز میں جامع کتاب)

(۴) امام احمد رضا اور حقوق نسواں

(۵) امام احمد رضا اور دہشت گردی کی مخالفت

(۶) امام احمد رضا اور غیر مقلدین

(۷) النور انگلش ریڈر (نصاب کا سلسلہ، اعدایہ سے لے کر رابعہ تک کے لیے)

(۸) النور انگلش گرامر (شرح جامی کے طرز پر انگریزی گرامر کی تفصیلی کتاب)

(۹) النور انگریزی تعریفات
(نحو میر کے طرز پر صرف انگریزی اصطلاحات وتعریفات مثالوں کے تراجم کے ساتھ)

creativestar
PUBLICATIONS
Jamia Nagar, New Delhi-110025
+91 9958380431 +91 8851148278


ISBN 978-93-87884-59-5
9789387884595

₹100/-

سلسلۂ اشاعت نمبر ۸

مساجد کے ائمہ کرام اور عوام کے لیے

ایک خصوصی تحفہ

رمضان کے تیس اسباق

مُفتی عبدُالمالِک مِصباحی (ایم اے)

ناشر



ادارہ افکارِ رضا جمشید پور

Mob:8409987217, 7979069108

RAMZAN KE TEES ASBAAQUE

by: Mufti Abddul Malik Misbahi (M.A.)
Email: amalikmisbahi786@gmail.com
Mob:8409987217, 7979069108

ISBN : 978-93-87884-59-5

نام کتاب	:	رمضان کے تیس اسباق
مرتب	:	مفتی عبدالمالک مصباحی
نظر ثانی	:	مفتی محمد توصیف رضا مصباحی
صفحات	:	۱۴۴
تعداد	:	۱۰۰۰/ایک ہزار
اشاعت	:	۲۰۱۹ء
قیمت	:	۱۰۰/روپے
کمپوزنگ	:	رضا گرافکس، جمشید پور
طابع	:	کریٹیو اسٹار پبلی کیشنز، جامعہ نگر، دہلی
ناشر	:	ادارہ افکار رضا، جمشید پور

—: ملنے کے پتے :—

(1) کریٹیو اسٹار پبلی کیشنز، جامعہ نگر، دہلی۔ 9958380431
(2) ادارہ افکار رضا، جمشید پور 8409987217
(3) جامعہ رضویہ، کنزالایمان، شرور، پونہ، مہاراشٹرا۔ 9850022522
(4) زمزم اکیڈمی، مبارک پور۔ 9889283697

شرفِ انتساب

ان سادہ دل، نیک خصلت اور پاکیزہ کردار مسلمانوں کے نام!
جو دین پر عمل کرنے اور دین کی نشرو اشاعت کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے ہیں۔

والدہ محترمہ اور اہلیہ محترمہ کے نام!
جن کی دعاؤں، شفقتوں، بے پناہ محبتوں اور دعاؤں نے اس فقیر کو دینی خدمات کی انجام دہی میں پل پل سہارا دیا۔ آج بھی ان کی دعائیں میری امداد کر رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ انھیں سلامت رکھے!

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

فقط

نیاز مند

عبدالمالک مصباحی

۱۱/شعبان المعظم ۱۴۴۰ھ

۱۷/اپریل ۲۰۱۹ء

فہرست مضامین

مرتب ایک نظر میں

نام : عبدالمالک

ولدیت : جناب محمد الیاس صاحب

پیدائش : ۹؍محرم الحرام ۔۱۲؍فروری ۱۹۷۳ء

مقام : بالا ساتھ (ننیہال)

مستقل پتہ : مقام، بکھری، پوسٹ، باج پٹی، ضلع سیتامڑھی (بہار)

فراغت : ۱۷؍نومبر ۱۹۹۳ء

تعلیمی اسناد : عالمیت وفضیلت جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، یوپی

: عالم وفاضل الٰہ آباد بورڈ (یوپی) کامل علی گڑھ بورڈ، یوپی

: وسطانیہ، فوقانیہ بہار مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ، بہار

: ایم اے، میسور یونیورسٹی، کرناٹک۔

: ایم، اے، مولانا آزاد نیشنل یونیورسیٹی، حیدر آباد۔

تدریس وخدمات : بحیثیت مفتی وشیخ الحدیث، دارالعلوم غوثیہ ہبلی، کرناٹک۔

بانی رکن، مفتی وصدر مدرس دارالعلوم سلیمانیہ رحمانیہ، بیکانیر۔

بانی ومہتمم، مفتی وصدر مدرس دارالعلوم غریب نواز بیکانیر، راجستھان

مفتی وصدر مدرس، مدرسہ نوالیبو مسلم لیگ، فیجی (نزد آسٹریلیا)

بانی وجنرل سکریٹری مدینہ ایجوکیشنل سوسائٹی، سیتامڑھی، بہار

ناظم اعلیٰ دارالعلوم رضائے مصطفیٰ، بکھری، باجپٹی، سیتامڑھی، بہار

مفتی وصدر مدرس مدرسہ شاہ خالد، گیبرون، بٹسوانہ (افریقہ)

مفتی سنی دارالافتا، مدینہ مسجد، آزاد نگر، جمشید پور، جھارکھنڈ

جنرل سکریٹری رضا فاؤنڈیشن، آزادنگر، جمشید پور، جھارکھنڈ

ڈائریکٹر دارین اکیڈمی، آزادنگر، جمشید پور، جھارکھنڈ

بانی ادارہ افکار رضا، جمشید پور، جھارکھنڈ

چیف ایڈیٹر دوماہی رضائے مدینہ (اردو، ہندی)، آزادنگر، جمشید پور، جھارکھنڈ

تصنیفات

(۱) جنگ آزادی اور وطن کے جاں باز۔
(جنگ آزادی میں شریک سنی مجاہدین علما کی تاریخ پر جماعتی اعتبار سے پہلی کتاب)

(۲) امتیاز حق وباطل۔ (موجودہ فرق باطلہ کے تعارف کے لیے ایک اچھوتی کتاب)

(۳) خطبات اسلام۔ (نئے عناوین اور جدید اسلوب میں اپنی نوعیت کی نایاب کتاب)

(۴) دلکش تقریریں۔ (مدارس/اسکول کے ابتدائی طلبہ کے لیے بیش بہا تحفہ)

(۵) معاشرے کی خرابیاں: اسباب وعلاج۔ (سماجی برائیوں کا بیان اور تدارک کی تدابیر)

(۶) احکام نماز (نماز کے بنیادی مسائل پر مشتمل نفع بخش کتاب)

(۷) النور انگلش پرائمر (سی، بی، ایس، سی بورڈ کے طرز پر نصابی سلسلہ کی پہلی کڑی)

(۸) رمضان کے تیس اسباق۔

(۹) رہبر دین۔ پاکٹ سائز اسلامی معلومات کا مجموعہ (ہندی)

زیر ترتیب وطباعت:

(۱) خطبات اسلام حصہ دوم۔ (نئے عناوین اور جدید اسلوب میں اپنی نوعیت کی نایاب کتاب)

(۲) خطبات سیرت (ربیع الاول شریف کی بارہ راتوں کی سلسلہ وار تقاریر کا مجموعہ)

(۳) درس نماز (مساجد میں نماز کے بعد درس دینے کی عصری انداز میں جامع کتاب)

(۴) امام احمد رضا اور حقوق نسواں۔

(۵) امام احمد رضا اور دہشت گردی کی مخالفت۔

(۶) امام احمد رضا اور غیر مقلدین۔

(۷) النور انگلش ریڈر (نصاب کا سلسلہ، اعدادیہ سے لے کر رابعہ تک کے لیے)

(۸) النور انگلش گرامر۔ (شرح جامی کے طرز پر انگریزی گرامر کی تفصیلی کتاب)

(۹) النور انگریزی تعریفات۔
(نحو میر کے طرز پر صرف انگریزی اصطلاحات وتعریفات مثالوں کے تراجم کے ساتھ)

تبلیغی اسفار:

(اندرون ملک) اکثر صوبوں میں (بیرون ملک) فیجی (نزد آسٹریلیا) اور بٹسوانہ (افریقہ)

پیش لفظ

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اپنے آپ میں نہایت بیش قیمت اور نیکیوں سے مالا مال مہینہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس مبارک مہینہ میں مسلمانوں کا جذبۂ ایمانی شباب پر پہنچ جاتا ہے،شیطان کے مقید ہونے کی وجہ سے نفس امارہ کی شرارت سست پڑ جاتی ہے،ایسے میں اگر تھوڑی سی توجہ دے کر عوام کی اصلاح کی کوشش کی جائے تو نتیجہ بہت دوررس اور زود اثر ثابت ہوتا ہے۔حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ نصیحت اس وقت کرو جب دل کھلا ہوا ہو۔ (مشکاۃ،ج:۱،کتاب العلم)

گزشتہ چار سالوں سے (جب سے راقم الحروف سنی دارالافتا،مدینہ مسجد، کے مسند افتا اور باقاعدہ منصب امامت پر فائز ہوا ہے اس وقت سے مسلسل) فقیر فجر کی نماز کے بعد روزانہ ''**کنزالایمان**'' کی روشنی میں ''**درس قرآن**'' اور عصر کی نماز کے بعد ''**درس حدیث وفقہ**'' کا اہتمام کرتا آرہا ہے۔مدینہ مسجد،آزادنگر،جمشید پور کے باذوق مقتدی بہت دلچسپی اور دل جمعی سے درس میں حصہ لیتے ہیں بلکہ اطلاع تو یہاں تک ہے کہ گھروں میں خواتین بھی بہت اہتمام،ذوق وشوق اور پابندی سے درس سنا کرتی ہیں۔(دونوں وقت درس لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ہوتا ہے)۔

اس سلسلے میں راقم الحروف کا طریقہ یہ ہے کہ پورے سال تسلسل کے ساتھ درس دیتا ہے مگر مخصوص ایام اور مہینوں میں دنوں اور مہینوں کی مناسبت سے بیان ہوتا ہے۔تاکہ بروقت مناسب معلومات فراہم کی جاسکے۔

عوام الناس کی ذہنی وفکری پرورش اور عقائد ومعمولات کی ترسیل کے لیے

مساجد میں دروس کا اہتمام بہت مفید اور نفع بخش ہے۔ائمہ کرام ڈیوٹی نہیں بلکہ صدقہ جاریہ سمجھ کر اس کام کو انجام دیں تو یقیناً دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہوں گے۔علاقہ اور مقتدی کی قلت وکثرت کے اعتبار سے درس کا وقت تبدیل بھی کیا جاسکتا ہے کہ مقصد زیادہ سے زیادہ لوگوں تک دین کی معلومات پہچانا ہے۔

زیر نظر کتاب ''**رمضان کے تیس اسباق**'' میں تیس دنوں کا اعتبار کرتے ہوئے ''**تیس اسباق**'' خاص طور سے پیش کیے گئے ہیں جب کہ استقبال رمضان والا درس ۲۹/۳۰ شعبان کے لیے ہے۔یہ آنے والے اسباق کے لیے بطور تمہید اور ذہن سازی کے ہے۔درس کا اہتمام رمضان سے ایک دن قبل ہی کر دیں تاکہ لوگ اگلے دن سے پوری طرح سے ذہن بنا کر مسجد میں آئیں۔نیز آخیر میں رمضان کے اہم تاریخی واقعات کا سرسری تذکرہ کر دیا گیا ہے تاکہ اس حوالے سے تشنگی باقی نہ رہنے پائے۔تفصیل ان شاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں پیش کی جائے گی۔

یہ کتاب فقہ وفتاویٰ کی معتبر اور مستند کتابوں کا عطر مجموعہ ہے۔حوالہ جات کے نقل کرنے میں کامل احتیاط سے کام لیا گیا ہے اس کے باوجود بھی بتقاضائے بشری کہیں کوئی خامی نظر آئے تو آگاہ کر کے مشکور ہوں۔

بات اس وقت تک ختم کی نہیں جاسکتی جب تک کہ مفکر اسلام،استاذ الشعرا، ملک الخطبا حضرت علامہ مفتی سید اولاد رسول قدسی،مفتی اعظم نیویارک،امریکہ اور مصلح ملت،پیر طریقت حضرت علامہ مفتی عبد الہادی خاں حبیبی،سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ وشیخ التفسیر جامعہ فاروقیہ،بنارس،کا شکریہ ادانہ کرلیا جائے کہ ان حضرات کی خصوصی کرم نوازیاں فقیر کے دوش بدوش رہا کرتی ہیں۔مولیٰ تعالیٰ ان حضرات کے سایہ سے اہل سنت وجماعت کو سرخ روئی عطا فرماتا رہے۔پیش نظر کتاب پر اظہار خیال اور واردات قلبی کا حیطۂ تحریر میں لانا انھیں کرم گستریوں کی ایک جھلک ہے۔نیز مفتی محمد توصیف رضا مصباحی،خطیب وامام مسجد سبطین،آزادنگر،جمشید پور،نے کامل

توجہ کے ساتھ پروف اورنظر ثانی کا کام کیا ہے۔مفتی صاحب سنجیدہ طبعت ،محنتی اور باذوق ہیں،پڑھنے لکھنے سے شغف ہے ان کی کئی کتابیں اشاعت پذیر ہوکر اہل نظر سے خراج تحسین وصول کرچکی ہیں۔مولیٰ تعالیٰ ان کے علم وفضل میں برکتیں عطافرمائے۔مولانا محمد طفیل جامعی اور مولانا محمد محبوب رضا مرکزی اساتذہ دارین اکیڈمی،جمشید پورنے بھی پروف ریڈنگ اور کمپوزنگ کی تصحیح میں بڑی عرق ریزی اور جاں فشانی کا مظاہرہ کیا ہے،کتاب کی کمپوزنگ لخت جگر عزیزی کنیز حسین متعلمہ کلیۃ البنات الامجدیہ،گھوسی نے کی ہے۔اللہ تعالیٰ ان حضرات کے بھی علم وعمر میں برکتیں عطافرمائے۔آمین۔

مولانا محمد امیرالدین مصباحی،کولکاتا،مولانا سہیل رضا خاں،خلیفہ حضور تاج الشریعہ ومہتمم دارالعلوم رضویہ کنزالایمان،شرور،پونہ، جناب حاجی محمد محبوب عالم ، جناب محمد منگتو خاں،جناب محمد سلطان خاں،کرمی سر،بیکانیر اور جناب محمد کلام انصاری، کاٹھمنڈو،نیپال کی عنایتیں اس کتاب کی اشاعت وطباعت کی مرہون منت ہیں۔

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ میرے ساتھ آپ حضرات بھی دعا فرمائیں کہ مولیٰ تعالیٰ ان تمام حضرات کے نیک مقاصد میں کامیابی،مرحومین کی مغفرت اور انہیں دارین کی سعادت نصیب فرمائے ان کی خدمات دینیہ کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے ذریعۂ نجات بنائے،آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین۔

دعاگو ودعاجو

(مفتی)عبدالمالک مصباحی،سنی دارالافتاوخطیب وامام مدینہ مسجد،
وڈائریکٹر دارین اکیڈمی،آزادنگر،جمشید پور،
۱۱رشعبان المعظم ۱۴۴۰ھ ۱۷راپریل ۲۰۱۹ء

کلمات تکریم

ملک الخطبا،استاذ الشعرا،مفتی اعظم نیویارک،امریکہ
حضرت علامہ مفتی سید اولادرسول قدسی،مصباحی

محبّ مکرم حضرت مفتی عبدالمالک مصباحی کی ذات بابرکات دنیائے سنیت کے لیے قطعی محتاج تعارف نہیں۔رب قدیر نے آپ کو گوناگوں خوبیوں اور صلاحیتوں سے خوب خوب نوازا ہے۔خوبیوں اور صلاحیتوں کا ہونا کمال نہیں بلکہ کمال یہ ہے کہ انہیں خلق اللہ کے فائدے کے لیے بروئے کارلایا جائے۔موصوف نے خدا کی عطا کردہ صلاحیتوں کو اپنے اندر محدود نہیں رکھا بلکہ تقریر وتحریر کے ذریعہ عوام الناس تک انہیں پھیلانے میں کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیا۔مدرسہ،دارلعلوم،اکیڈمی،افتا کی ذمہ داریوں اور تقریری دوروں کے علاوہ مختلف موضوعات پر مشتمل درسی وغیر درسی متعدد اہم اور قابل قدر کتابیں تصنیف فرمائیں۔مسلک ومذہب کی ترویج واشاعت میں آپ فعال ومتحرک واقع ہوئے ہیں۔آپ کے کارہائے نمایاں اس قدر کثیر ہیں کہ انہیں احاطۂ تحریر میں لانے کے لیے ایک طویل دفتر چاہیے۔آپ کی تصنیفات و تالیفات خواص وعوام میں یکساں مقبول ہیں۔آپ کی تحریر انتہائی سلیس،رواں دواں اور معلومات افزا ہونے کے ساتھ ساتھ مدلل ومبرہن ہوا کرتی ہے۔

ابھی ماضی قریب میں سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے صدسالہ جشن

کے زریں موقع پر آپ نے اس قدر ضخیم، معلوماتی اور دیدہ زیب **"امام احمد رضا صدی نمبر"** نکالا جو لائق صد تحسین ہے۔ اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس موقع پر آپ کی کاوشوں کا ثمرہ **"امام احمد رضا صدی نمبر"** دیگر تمام نمبروں سے صوری و معنوی ہر دو اعتبار سے حد درجہ فائق رہا۔ پوری دنیا میں اہل علم و دانش اس کاوش کو ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں۔ یہ نمبر، نمبروں کی دنیا میں اس اعتبار سے خشت اول کی حیثیت رکھتا ہے کہ نمبروں کی روایت سے ہٹ کر ایک نئے انداز میں امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے صرف دو پہلو کو اس میں اجاگر کیا گیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی یہ روش اہل علم و قلم کے لیے نظر کشا ثابت ہوئی اور اب اس انداز سے بھی لوگ سوچنے لگے ہیں۔ جو اس مشیری دور میں ضروری بھی ہے۔ مفتی صاحب کی اس اختراعی فکر پر میں انھیں صمیم قلب سے مبارک باد دیتا ہوں۔

زیر نظر کتاب **"رمضان کے تیس اسباق"** آپ کی تازہ ترین اور انتہائی مؤثر کاوش ہے۔ یہ کتاب اگر چہ ضخامت میں کم ہے لیکن مواد کے اعتبار سے بے حد وقیع ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ ماہ رمضان المبارک، سحری، افطار، تراویح اور شب قدر وغیرہ کے فضائل مذکور ہیں بلکہ خصوصیت کے ساتھ روزہ اور زکاۃ سے متعلق انتہائی اہم اہم مسائل کی صراحت قابل صد آفریں ہے۔

میرا خیال ہے اگر اس کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ کے پہلو بہ پہلو اس میں مذکور احکام و مسائل پر عمل کیا جائے تو ماہ صیام کی برکات وحسنات سے ہم بخوبی بہرہ ور وشاد کام ہو سکتے ہیں۔ یہ مہینہ اس قدر متبرک ہے کہ اس کے شب وروز کا لمحہ لمحہ، لحظہ لحظہ باران رحمت میں بھیگتا رہتا ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے کہ جس میں فرض کا ثواب ستر گنا اور نفل کا ثواب فرض کے برابر ملتا ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے کہ جس کی آمد سے رزق میں زائد خاصا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے کہ جس کے ورود مسعود سے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے مقفل کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابہ سلاسل کر دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقدس مہینہ ہے کہ جس کے صدقے روزہ

داروں کے اگلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ یہی وہ متبرک مہینہ ہے کہ جس میں ایک رات ایسی بھی آتی ہے جو ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر ہے۔

جہاں تک روزہ کا معاملہ ہے اس کی فضیلت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ آقائے کریم ﷺ نے فرمایا:

"اَلصَّوْمُ لِیْ وَ اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ"۔

یعنی روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

اور اگر "اجزی" کو مجہول پڑھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ ہوں۔ اس حدیث قدسی کی مختصر شرح میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ دیگر فرائض یعنی نماز، حج و زکاۃ کا بدلہ جنت ہے لیکن روزہ کا بدلہ جنت ہی نہیں بلکہ خود خالق جنت ہے یعنی قادر مطلق جل وعلیٰ ہے۔

میں نے فضائل رمضان وصوم کی ایک جھلک پیش کی ہے۔ آپ اس کتاب کا مطالعہ کرتے جائیں اور اپنی معلومات میں اضافہ کرتے جائیں۔ جوں جوں آپ مطالعہ کرتے جائیں گے آپ کے ذہن ودماغ میں ماہ صیام کی اہمیت وافادیت کا سکہ بیٹھتا چلا جائے گا۔ مزید برآں مسائل کے مطالعے سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ روزہ، تراویح اور زکاۃ کی صحت واشگاف ہو جائے گی۔ نتیجتاً آپ کی عبادات کمیوں اور خامیوں سے مبرا ومنزہ رہیں گی۔

رب قدیر مفتی صاحب موصوف کی قلمی خدمات کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور اس کتاب کو عوام وخواص کے لیے یکساں مفید سے مفید تر بنائے۔ آمین۔

سید اولادرسول قدسی، نیویارک، امریکہ

۲۴؍رجب المرجب ۱۴۴۰ھ

۱۱؍اپریل ۲۰۱۹ء

کلمات تحسین

جامع علوم وفنون، پیرطریقت،حضرت علامہ مفتی عبدالہادی خاں،حبیبی،
جامعہ فاروقیہ، بنارس

قَالَ اللّٰہ تَعَالیٰ:

"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" (سورہ آل عمران، آیت ۱۱۰)

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق — جو تجھے حاضر وموجود سے بیزار کرے
دے کے احساس زیاں، تیرالہوگرمادے — فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو خیرامت کے تاج سے سرفراز اور ’’اخرجت للناس تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ‘‘ کا بارگراں دوش ناتواں پر رکھ کر مژدہ" اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ" کے دستار صد افتخار وکلاہ نجاح وفلاح سے مزین فرما کر کائنات ارضی وسماوی کی زیب وزینت اور بنی نوع انسانی کے لیے خیروبرکت بنادیا، " وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ" کی بشارت عظمیٰ اور قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم "بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً" کے پیغام لایزال کے سبب داعیان اسلام،صحابۂ کرام اپنے وطن مالوف سے دور دراز کوہستان وسنگلاخ وادیوں، دشت وجبل، شہر وقری اور بلاد وامصار کے مسیر وسیاح ہوگئے۔ احکام اسلام کی مکلّف قوم جن وانس کو اپنی دعوت وارشاد کا محور بنا کر’’ خَیْرَ اُمَّت‘‘ اور’’اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ‘‘ کے عہدہ وفرائض کو مکمل طریقے پر ادا کرتے رہے۔ وہ لوگ بڑے بلند اقبال وخوش نصیب ہیں جنھوں نے اس تاج

شرف وکرامت اور منصب رشد وہدایت کو اولوالعزمی کے ساتھ ادا کرتے رہے اور کررہے ہیں ،انھیں خوش نصیبوں میں سے ایک ذات ، نیر برج لوح وقلم ،سزاوار خطاب خیرامت ،پیکر رشد وہدایت ،منبع خیروبرکت ،سرچشمۂ علم وحکمت حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی عبدالمالک صاحب قبلہ مصباحی مدظلہ النورانی کی ہے،جنھیں اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دین حنیف کی خدمت اور مسلک حق ،مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کے لیے چن لیا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست — تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مفتی صاحب قبلہ حاوی اصول وفروع ،کہنہ مشق مفتی وفقیہ بھی ہیں،اور زینت مسند درس وتدریس بھی، دلائل وبراہین کے کوہ کن خطیب بھی ہیں،اورنباض حالات و موسمیات بھی ،مسلک اعلیٰ حضرت کے ناشر وپاسبان بھی ہیں اور وراثت اسلاف کے امین ونگہبان بھی ،عقائد واعمال خواجہ غریب نواز کے ترجمان بھی ہیں اور عطاے غوث کی پہچان بھی ،قوم وملت کی سرخروئی کے لیے حساس دل بھی رکھتے ہیں اورقومی ضرورت کی تکمیل کے لیے بیدار مغز بھی ،آپ کشت سنیت کی بہترین فصل بہار بھی ہیں اور گلستان اہل سنت کے شجر ثمر بار بھی ،اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں بہت سی خوبیاں اور ایسا تڑپتا دل رکھا ہے جو ہمہ دم خدمت دین وملت اور ہدایت خیرامت کے لیے بے تاب وبے قرار رہتا ہے۔

ان کے رشحات قلم کے بہت سے تابندہ نقوش ان کی صبح ومسا کو تابندہ و درخشندہ کررہے ہیں۔ان کی ادارت میں جاری ہونے والا دوماہی مجلّہ ’’**رضاے مدینہ**‘‘ جمشید پور بہت سے دعویداران علم کے عقل وخرد کو خیرہ کررہا ہے۔آپ کی وقیع اورگراں مایہ کتب ورسائل ہند وبیرون ہند سے داد تحسین حاصل کررہے ہیں۔ان کی انھیں حسن فطری وذوق قلمی کے لازوال نقوش میں سے ایک نقش حسن ’’**رمضان کے تیس اسباق**‘‘ ہے جو آپ کی علمی وعملی تدریس وتبلیغ کا بیش بہا شاہ کار اور اہل سنت واہل ذوق ودل کے لیے زاد آخرت اور سعادت مندی کا بہترین سرمایہ ہے۔کتاب کے عناوین وفہارس سامنے ہیں جب عنوان نرالا ہے تو معنی ومقصود بھی قلب خوش نصیب کے لیے ضرور جلا بخش ہوں گے۔کتاب جذبۂ خیرخواہی مسلم اور مسلمانوں کی عملی زندگی کو آراستہ کرنے کے لیے ترتیب دی گئی ہے۔اس

مقدس مہینہ کے فضائل و معمولات کو ذکر کیا گیا ہے جس کا لمحہ لمحہ خیر و برکت سے لبریز ہے ۔اس مہینہ میں مسلمانوں کا سونا ،جاگنا،کھانا،پینا،سانس لینا ،مرنا اور جینا سب خیر ہی خیر ہے لیکن یہ تمام بشارتیں اس خوش نصیب کے لیے ہے جو صحت ایمان کے ساتھ اخلاص فی العمل رکھتا ہو۔حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَ لَيْلَهَااِيْمَانًاوَاِحْتِسَابًاغُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ اَوْتَأَخَّرَ۔ (مشکاۃ،ج:۱،ص:۱۱۴)

یعنی جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور تراویح کی نماز ادا کی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ ایمان والا ہو اور اپنے روزے کا احتساب کر رہا ہو تو اس سے پہلے کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

اور ایمان و اخلاص فی العمل نہیں ہے تو پھر روزہ سے بھوک و پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:رُبَّ صَائِمٍ لَيْسَ مَنْ صِيَامِهٖ اِلاالْجُوْعُ وَرُبَّ قَائِمٍ لَيْسَ مِنْ قِيَامِهٖ اِلاالسُّهُرُ؛

بہت سے ایسے روزہ دار ہیں جن کو بھوکے رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا اور بہت سے رات کے عابدین کو جگے رہنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔

معلوم ہوا عبادت کے لیے خلوص وللّٰہیت ضروری ہے۔زیر نظر کتاب میں اس طرف خصوصی توجہ اور رمضان سے متعلق دیگر مسائل زکاۃ وصدقات وغیرہ کو بحسن وخوبی بیان کیا گیا ہے۔

آج ملک وملت کو جس چیز کی ضرورت ہے طبیب قوم وملت نے اس کی بہترین نباضی فرمائی ہے۔کتاب مستطاب مفید عوام وخواص ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے کتاب کو مقبولیت عامہ تامہ عطا فرمائے ۔حضرت مصنف زید مجدہ کو عمر دراز کے ساتھ امت کے سر پر ان کا سایہ،سایۂ فگن رکھے اور حوادثات ارضی وسماوی سے مع اہل و عیال اور احباب ومخصلین مامون ومحفوظ رہے۔آمین ثم آمین

عبید الرضا عبد الہادی خان رضوی

سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ،رضویہ،قادریہ،چشتیہ،نقشبندیہ،بنارس

۲۵؍رجب المرجب المرجب ۱۴۴۰ھ

مقدمہ

مصلح ملت حضرت مولانا مفتی محمد توصیف رضا مصباحی،جمشید پور

حامدا و مصليا ومسلما ۔اما بعد

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جسے بجالا کر انسان اپنے معبود حقیقی کے نزدیک پسندیدہ بن جاتا ہے۔روزہ رکھ کر جب انسان کھانے پینے اور اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت وغیرہ ترک کر دیتا ہے،برے اخلاق اور بری باتوں سے دست کش ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی اس بندے کے صبر وضبط اور باوجود ہزار ہا نعمتوں کے کھانے پینے سے باز رہنے کی کیفیت دیکھ کر اپنی بے شمار نعمتوں اور رحمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے۔

روزہ اللہ تعالی نے ہر عاقل بالغ مکلّف مسلمان پر فرض کیا ہے۔بیمار،مسافر، حائضہ اور نفسا وغیرہ کو رخصت دی اور انھیں دوسرے ایام میں رکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔روزہ صرف امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ہی پر فرض نہیں بلکہ گذشتہ امتوں پر بھی فرض تھا۔فرمان باری تعالی ہے: يَـاَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَـنُـوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَّامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُم لَعَلَّكُم تَتَقُوْن۔ (سورہ البقرہ،پ۲)

اے ایمان والو!روزہ تم پر فرض کیا گیا جیسے تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی و پرہیز گار بن جاؤ۔

روزہ سے پورا جسم ظاہر و باطن صاف و ستھرا ہوجاتا ہے۔خاص کر دل پر روزہ کا بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔کیوں کہ دل تمام اعضائے جسم میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور مرکز تقوی بھی دل ہی ہے۔رسول کائنات ﷺ کا فرمان ہے:جسم کے اندر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے

جب وہ بگڑتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے اور جب تک وہ درست رہتا ہے پورا جسم درست رہتا ہے اور وہ دل ہے۔ (مفہوم حدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ سینہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ''اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا '' تقوی یہاں (دل میں) ہے۔ اور روزہ باعث تقوی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی سے ثابت ہوا۔ لہذا روزہ دار کو چاہیے کہ صرف بھوک پیاسے رہ کر نہیں بلکہ دل سے روزہ رکھے تاکہ تقوی پیدا ہو۔

انسان کے دل میں گناہوں کی اکثر خواہشات حیوانی قوت کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے۔ روزہ رکھنے سے حیوانی قوت کم ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے جو نان ونفقہ وغیرہ پر قادر نہ ہو اور خواہشات نفس سے مجبور ومغلوب ہو اسے روزہ رکھنے کا حکم ہے۔ کہ روزہ شہوت کو توڑتا اور حیوانی قوت کم کرکے دل کے اندر تقویٰ پیدا کرتا ہے۔

لسان العرب میں علامہ جمال الدین ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: لغت میں صوم (روزہ) کسی چیز سے رکنے اور چھوڑ دینے کو کہتے ہیں، اسی وجہ سے روزہ دار کو صائم کہتے ہیں کہ وہ کھانے پینے اور عمل تزویج سے اپنے آپ کو روک لیتا ہے، اور جو بات کرنا چھوڑ دے اس کو صائم اسی معنی میں بولا جاتا ہے، قرآن مجید میں ہے: انی نذرت للرحمن صوما۔ میں نے رحمٰن کے لیے بات نہ کرنے کی نذر مان لی۔ (شرح صحیح مسلم، ج:۳، ص:۳۵، کتاب الصیام)

زیر نظر کتاب مستطاب مسمی بہ ''**رمضان کے تیس اسباق**'' جماعت اہل سنت کے جید عالم دین اور عصر حاضر کے عظیم مفکر حضرت علامہ و مولانا مفتی عبد المالک مصباحی، خطیب وامام مدینہ مسجد، جمشید پور و ڈائریکٹر دارین اکیڈمی جمشید پور کے رشحات قلم کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ اس کتاب میں روزے کی فضیلتوں، برکتوں اور اس میں پوشیدہ رب الارباب کی بے شمار حکمتوں کو نہایت صاف اور سلیس زبان میں بیان کیا گیا ہے۔

روزہ کے متعلقات مثلاً سحری، افطار، فساد صوم کے وجوہات اور بہت سے نئے مسائل جن سے عوام تو عوام بہت سارے خواص میں شمار ہونے والے بھی غافل ہوتے ہیں، زکات اور اس سے متعلق مسائل، تراویح، اعتکاف، لیلۃ القدر، صدقۂ فطر، رویت ہلال، عیدالفطر کے فضائل ومسائل اور علاج ومعالجہ کی نئی اور ترقی یافتہ شکلوں اور جدید طریقوں پر

قرآنی آیات، رسول اللہ ﷺ کے ارشادات، فقہا ومجتہدین کے فرمودات اور کتب معتبرہ محررہ کے جزئیات سے بڑی محققانہ انداز میں استناد کیا گیا ہے۔

نیز یہ کتاب موضوعات کے انتخاب، گذشتہ کا پیوستہ کے ساتھ ارتباط، حسن ترتیب، ایام رمضان میں رونما ہوئے اہم واقعات کی مناسب توضیح اور از ابتدا تا انتہا یکساں تسلسل کی وجہ سے اپنے اندر ایک ندرت لیے ہوئے ہے۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت مفتی عبدالمالک مصباحی کی بلند فکری اور اصلاح معاشرہ کے تئیں ان کی کوشش وکاوش اور سعی بلیغ کا اظہار بھی کر رہی ہے۔

موصوف گوناگوں خوبیوں کے مالک ہیں۔ عالم، فاضل، مدرس، مفتی ہونا یقیناً فضیلت کی بات ہے مگر ان سب کے باوجود دین دار، خیر خواہ، اسلاف اکابر کا عقیدت مند اور اصاغر نواز ہونا اس سے بھی بڑھ کر خوبی اور فضیلت بالائے فضیلت ہے اور یہ خوبیاں مفتی صاحب قبلہ کی ذات میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ حضرت کے کارہائے نمایاں اور اصلاح وتبلیغ کے مختلف انداز وطریقے سے ایسا لگتا ہے کہ موصوف اکیلے ایک انجمن ہیں۔ حالات زمانہ اور اس کے تقاضوں کے مطابق تبلیغی مواد کی فراہمی مفتی صاحب قبلہ کی تحریر وتقریر میں دیکھی سنی جاسکتی ہے۔ ملک وبیرون ملک کے مختلف مدارس وجامعات میں حضرت درس وتدریس کے فرائض انجام دے چکے ہیں، بہت سارے دارالافتا میں فتوی نویسی کے ذریعہ قوم کی خدمت کی۔ مختلف اداروں واکیڈمیوں کے بانی ومہتمم بھی ہیں۔ فی الحال رئیس القلم کے شہر جمشید پور کو حضرت نے اپنا تعلیمی، تحریری، تقریری، تدریسی، تالیفی اور تبلیغی مرکز بنایا ہے۔ اللہ تعالی مفتی صاحب کی مخلصانہ کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم۔

محمد توصیف رضا مصباحی
خادم الافتا والقضا ادارہ شرعیہ جمشید پور
وامام وخطیب مسجد سبطین، ذاکر نگر

رمضان سے ایک دن پہلے اس سبق سے شروعات کریں۔

استقبال رمضان

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔رحمت ونور کی برسات جھما جھم ہونے کو ہے۔اہل ایمان کے دل خوشی ومسرت کی ہریالی سے لہلہانے لگے ہیں۔نبی کریم ﷺ بڑی گرم جوشی سے اس ماہ کا استقبال کیا کرتے تھے اور دیگر مہینوں کے مقابل اس میں زیادہ عبادت وریاضت کے لیے مستعدی کا اظہار فرماتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی اس کے لیے تیار فرماتے تھے۔جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

"عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهٗ ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهٗ حَتّٰى يَنْسَلِخَ"۔ (شعب الایمان، للبیہقی ۳/۳۱۰)

"جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت کس لیتے اور جب تک رمضان المبارک گزر نہ جاتا آپ بستر پر تشریف نہ لاتے"۔

"عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَكَثُرَتْ صَلٰوتُهٗ وَابْتَهَلَ فِي الدُّعَاءِ وَاَشْفَقَ مِنْهُ"۔ (شعب الایمان، للبیہقی ۳/۱۱۰)

"جب رمضان المبارک آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک بدل جاتا، بکثرت نوافل پڑھتے،خوب گڑگڑا کر دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے"۔

اس اہتمام کے باوجود آخری عشرہ کی محنت ومستعدی کا حال یہ ہوتا کہ۔

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَ

اَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ"۔ (بخاری ۱/۲۷۱/مسلم ۱/۳۷۲)

جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آجاتا تو نبی کریم ﷺ پوری پوری مستعدی ظاہر فرماتے،راتوں کو زندہ کرتے (ساری رات عبادت میں گذارتے) اور ازواج مطہرات کو بھی جگاتے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک دوسری روایت میں یہاں تک فرماتی ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِيْ عَشَرِ الْاَوَاخِرِ مَالَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ۔ (ایضا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں (عبادت میں) جتنی کوشش فرماتے اتنی دوسرے عشروں میں نہ فرماتے تھے۔

قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰخِرَ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ،فَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ،شَهْرٌ مُّبَارَكٌ،فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ، فَرَضَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ،وَجَعَلَ قِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا،فَمَنْ تَطَوَّعَ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ،كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْ مَا سِوَاهُ،وَ مَنْ اَدّٰى فِيْهِ فَرِيْضَةً،كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ، وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ،وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ،وَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَ شَهْرٌ يُزْدَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ،مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا،كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهٖ،وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ،وَ كَانَ لَهٗ مِثْلَ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ، قَالُوا لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ الصَّائِمَ،قَالَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ،اَوْ تَمْرَةٍ،اَوْ شَرْبَةِ مَاءٍ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَ اَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَ آخِرُهٗ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ، مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ،اَعْتَقَهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ (اخرجہ ابن خزیمہ فی صحیحہ ۱۸۸۷)

ترجمہ: "حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ علیہ وسلم نے

آخری شعبان کو خطبہ دیا: اے لوگو! تم پر ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت بڑا اور بہت مبارک مہینہ ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام کو ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کوئی نیکی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرے گا وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے گا وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غم خواری کرنے کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص کسی روزے دار کو افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کے معاف ہونے اور خلاصی کا ذریعہ ہے اور اسے روزہ دار کے ثواب کے برابر ثواب ہوگا اور اس روزہ دار کے ثواب سے کچھ کمی نہ کی جائے گی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص تو اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزے دار کو افطار کرائے۔ تو آپ نے فرمایا (یہ ثواب پیٹ بھر کھلانے پر موقوف نہیں) بلکہ کوئی بندہ ایک کھجور سے افطار کرا دے یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ لسی کا پلا دے تو اللہ اس پر بھی ثواب مرحمت فرماتا ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اول حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے، اور آخری حصہ جہنم کی آگ سے آزادی کا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں اپنے غلام یا نوکر کے بوجھ کو ہلکا کر دے تو اللہ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور آگ سے آزادی عطا فرماتا ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ج ۲، ص: ۹۱۱، باب فضائل شھر رمضان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کیا کرو جن میں دو چیزیں اللہ کی رضا کے لیے اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تمہیں چارۂ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو وہ کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت ہے اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کی طلب کرو اور جہنم کی آگ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے حق تعالیٰ شانہ (روز قیامت) میرے حوض سے اس کو ایسا پانی پلائے گا جس کے بعد جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی۔

رمضان کی پہلی رات کے متعلق حضرت عبداللہ ابن مسعود نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں:

اس میں جنت کے سب دروازے کھول دئے جاتے ہیں پورا مہینہ ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور دوزخ کے سب دروازے پورے مہینے کے لیے بند کر دیے جاتے ہیں اور ایک دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا، سرکش شیاطین و جن سب کو زنجیر سے بند کر دیا جاتا ہے، ایک آواز دینے والا آسمان سے ہر رات طلوع فجر تک آواز لگاتا رہتا ہے:

خیر اور بھلائی کے طلبگارو! اللہ کی طرف سے خیر کو قبول کرو اور خوش ہو جاؤ، برائی اور شر کے طلبگارو! رک جاؤ اور ہوش سے کام لو۔ پھر رب لم یزل کی صدائے رحمت سماعتوں میں رس گھولنے لگتی ہے۔ ہے کوئی جو مغفرت طلب کرے؟ ہم اس کو بخش دیں، ہے کوئی جو توبہ کرے؟ ہم اس کی توبہ قبول کریں، ہے کوئی دعا مانگنے والا؟ ہم اس کی دعا پوری کر دیں۔ ہے کوئی سوال کرنے والا؟ ہم عطا کر دیں۔ ہر رات پورے مہینہ ساٹھ ہزار لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور عید الفطر کے دن پورے مہینے میں روزانہ ساٹھ ہزار کے بقدر جتنے لوگ بنتے ہیں (اگر مہینہ ۳۰ کا ہو تو اٹھارہ لاکھ 1800000 اور ۲۹، کا ہو تو 1740000 بنتے ہیں) سب کو ایک ہی دن جہنم سے چھٹکارا نصیب ہو جاتا ہے۔

یہ تو آسمانوں کی باتیں ہیں زمین پر ہمارے آقا، امام الانبیا محبوب کبریا ﷺ رجب کے مہینے سے ماہ رمضان کی تمنا شروع فرما دیا کرتے تھے:

”اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِىْ رَجَبٍ وَّشَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ“۔

اے اللہ! ہمارے لیے رجب و شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان عطا فرما“۔ (مسلم)

تاجدار مدینہ ﷺ دو ماہ پہلے اس مبارک مہمان کا استقبال فرماتے اور جونہی شعبان کی آخری رات آتی آپ اپنے جاں نثار صحابہ کو جمع فرماتے، ان کے سامنے رمضان المبارک کی اہمیت و افادیت اور خصوصیت و امتیازی حیثیت کا دل آویز تذکرہ فرماتے۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رمضان کی آمد سے پہلے ہی اس کا استقبال کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کے استقبال اور احترام کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

پہلا سبق

رمضان المبارک کے فضائل

پرودگار عالم نے اپنے بندوں پر جو خاص انعامات کیے ہیں ان میں ایک عظیم الشان اور قابل قدر انعام ''رمضان'' بھی ہے۔

ماہ رمضان المبارک کے فیضان کا کیا کہنا، اللہ رب العزت نے اس کی ایک ایک گھڑی میں بے شمار خیر و برکت جمع فرمادی ہے، عرش اٹھانے والے فرشتے روزہ داروں کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ اور ایک حدیث پاک میں آیا ہے:

رمضان کے روزہ داروں کے لیے دریا کی مچھلیاں افطار تک دعاے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۵۵)

اسلام میں عبادت دو طرح کی ہے۔ ایک ظاہری عبادت، جیسے نماز، جہاد اور حج وغیرہ اور دوسری باطنی عبادت، جیسے روزہ، نیک نیتی اور پاکیزہ خیالی وغیرہ۔ ان دونوں میں باطنی عبادت کو زیادہ اہمیت حاصل ہے کیوں کہ باطنی احوال اللہ اور بندوں کے درمیان پوشیدہ معاملات ہیں یہاں تک کہ بندہ انہیں ظاہر کرے اسی وجہ سے ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے: ''روزہ عبادت کا دروازہ ہے''۔

(الجامع الصغیر، ص:۱۴۶، حدیث ۲۴۱۰)

انعام ربانی:

اس ماہ مبارک میں اللہ رب العزت امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو پانچ مخصوص نعمتوں سے سرفراز فرماتا ہے۔ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں:

(۱) جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ عزوجل ان کی طرف رحمت کی نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ عزوجل نظر رحمت فرمائے گا اسے کبھی عذاب نہ دے گا۔ (۲) شام کے وقت ان کے منہ کی بو (جو بھوک کی وجہ سے ہوتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے۔ (۳) فرشتے ہر رات اور دن ان کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ (۴) اللہ تعالیٰ جنت کو حکم فرماتا ہے ''میرے نیک بندوں کے لیے آراستہ ہو جا عنقریب وہ دنیا کی مشقت سے میرے گھر اور کرم میں آرام پائیں گے۔ (۵) جب ماہ رمضان کی آخری رات آتی ہے تو اللہ عزوجل سب کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

قوم میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! کیا یہ لیلۃ القدر ہے؟ ارشاد فرمایا: نہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ مزدور جب اپنے کاموں سے فارغ ہو جاتے ہیں تو انہیں اجرت دی جاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۵۶۔ حدیث ۷)

رمضان المبارک کے نام:

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی صاحب ''تفسیر نعیمی'' میں فرماتے ہیں:

اس ماہ مبارک کے کل چار نام ہیں (۱) ماہ رمضان (۲) ماہ صبر (۳) ماہ مواسات۔

(۴) ماہ وسعت رزق۔

مزید فرماتے ہیں: روزہ صبر ہے، جس کی جزا رب عزوجل ہے اور وہ اسی مہینے میں رکھا جاتا ہے، اسی لیے اسے ''ماہ صبر'' کہتے ہیں۔ مواسات کے معنٰی بھلائی کرنا ہے چوں کہ اس مہینے میں سارے مسلمانوں سے اور خاص طور سے اہل قرابت سے بھلائی کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے اس لیے اسے ''ماہ مواسات'' کہتے ہیں۔ اس ماہ میں رزق کی فراوانی ہوتی ہے۔ اس مہینے میں غریب بھی وہ نعمتیں بکثرت کھا لیتے ہیں جو دوسرے مہینوں میں نہیں کھا پاتے اس لیے اس کا نام ماہ ''وسعت رزق'' ہے۔

(تفسیر نعیمی: ج ۲، ص ۲۰۸)

اہل وعیال پر خرچ میں کشادگی: رحمت و برکت کے اس مقدس مہینے میں اپنے اہل وعیال پر خوب فراخ دلی سے خرچ کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''ماہ رمضان میں گھر والوں پر فراخ دلی سے خرچ کرو۔ (جامع الصغیر، ص: ۱۶۲۔ حدیث: ۲۷۱۶)

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اس مہینہ کو خوش آمدید کہو جو ہمیں پاک کرنے والا ہے۔ پورا رمضان خیر ہی خیر ہے۔ دن کا روزہ ہو یا رات کا قیام، اس مہینہ میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کا درجہ رکھتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین، ص: ۱۷۶)

ایک لاکھ رمضان کا ثواب: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

جس نے مکہ معظّمہ میں رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسر آیا قیام کیا تو اللہ عزوجل اس کے لیے اور جگہ کے مقابلہ میں ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک غلام آزاد کرنے کا اور ہر روز جہاد

میں گھوڑے پر سواری کرنے کا ثواب اور ہر دن اور رات میں نیکی لکھے گا۔

(ابن ماجہ، ج ۳، ص: ۵۲۳ حدیث ۳۱۱۷)

رمضان المبارک کے مہینے کی عظمت بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا گیا ہے۔

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَ سُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ۔ (مسلم، کتاب الصوم)

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان یعنی رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

اور بخاری شریف کی ایک روایت میں آیا:

اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔ (بخاری، کتاب الصوم)

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس مبارک مہینے میں اللہ کی رحمتوں کی موسلا دھار بارشیں ہوتی ہیں، اس مقدس مہینے میں مومنوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

رمضان کے فضائل و برکات بہت ہیں عقلمندوں کے لیے اشارہ کافی ہے۔ بس کوشش کیجیے کہ رمضان کی مقدس ساعتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا کر اپنے نامۂ اعمال کو زیادہ سے زیادہ وزنی بنا سکیں۔

دوسرا سبق

رمضان المبارک کا احترام

رمضان المبارک نہایت مقدس اور بابرکت مہینہ ہے۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس کا ادب واحترام کرکے دونوں جہان کی نعمتوں سے سرفراز ہوتے ہیں۔

احترام رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو کہ بہت ہی بابرکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں۔ سرکش شیطانوں کو قید کرلیا جاتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ایک رات ''شب قدر'' ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے جو اس کی بھلائی سے محروم ہوا وہی محروم ہے۔ (سنن نسائی، ج۴، ص۱۲۹)

بلاشبہ یہ رمضان المبارک کا احترام ہے کہ اس کی آمد ہوتے ہی شیطان زنجیروں میں جکڑ دئے جاتے ہیں، رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔

(بخاری ومسلم)

رحمت کی گھنگھور گھٹائیں ساون بھادوں کی طرح برسنے لگتی ہیں۔ رحمت وبرکت اور بھلائی کی باد بہاری سے اللہ کے مخلص بندوں کے دل ودماغ معطر ہونے لگتے ہیں۔

آتش پرست دامن رحمت میں: رمضان کے احترام سے اپنے تو مالا مال ہوتے ہی ہیں اگر کوئی غیر بھی اس کا احترام بجالائے تو وہ بھی فیضان رمضان سے محروم نہیں رہتا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ظاہر ہے۔

''بخارا میں ایک مجوسی (آتش پرست) رہتا تھا ایک مرتبہ وہ رمضان میں اپنے بیٹے کے ساتھ مسلمانوں کے بازار سے گزر رہا تھا۔ اس کے بیٹے نے کوئی چیز اعلانیہ طور پر کھانی شروع کردی مجوسی نے جب یہ دیکھا تو مارے غیرت کے اس نے اپنے بیٹے کو ایک طمانچہ رسید کردیا اور ڈانٹتے ہوئے کہا:

رمضان المبارک کے مہینے میں تمہیں مسلمانوں کے بازار میں کھاتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ تمہارے اس عمل سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ نیز رمضان المبارک کی عظمت کی پامالی بھی، اس لیے آئندہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا۔

اطاعت شعار بیٹا یہ سب کچھ سننے کے بعد نہایت سنجیدگی سے سوال کیا:

ابا جان! آپ بھی تو رمضان میں کھاتے پیتے ہیں۔ اس کے والد نے جواب دیا ہاں، میں کھاتا ضرور ہوں مگر اپنے مکان کے اندر چھپ کر کھاتا پیتا ہوں، سرعام کھاپی کر اس مبارک مہینہ کی بے حرمتی نہیں کرتا۔

کچھ عرصہ بعد اس آدمی کا انتقال ہوگیا۔ کسی نے خواب میں اسے جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا حیرت میں ڈوب کر دریافت کیا کہ تو مجوسی تھا پھر جنت میں کیسے؟

اس نے جواب دیا واقعی میں مجوسی تھا لیکن جب میری موت کا وقت قریب آیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر کرم فرمایا۔ رمضان المبارک کے احترام کی برکت سے اللہ عزوجل نے مجھے ایمان کی دولت سے سرفراز فرما دیا اور ساتھ ہی جنت میں داخل فرما کر اپنی بے انتہا نعمتوں سے مالا مال بھی۔ (نزہۃ المجالس، ج۱، ص۲۱۷)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ رمضان کے احترام سے اگر ایک مجوسی فیض یاب ہوگیا تو

مسلمان اگر اس کا احترام بجالاے اوردل و جان سے اس کی تعظیم کرے تو پھر بھلا کیوں کراس پررحمت وانوار کی برسات نہ ہوگی؟

شیطان جب قید ہوجاتے ہیں تو پھر گناہ کیوں؟

اب یہاں پرسوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث کی روشنی میں جب شیطان قید کر دیا جاتا ہےتو پھر رمضان میں لوگ گناہ کیوں کرتے ہیں؟

اس کا جواب دیتے ہوئے علمائے کرام ارشادفرماتے ہیں:

حقیقت میں ابلیس اپنی ذریتوں کیساتھ قید کر دیا جاتا ہے۔اب اس مہینہ میں جوکوئی بھی گناہ کرتا ہے وہ اپنے نفس امارہ کی شرارت سے کرتا ہے نہ کہ شیطان کے بہکانے سے،اس لیے حدیث پاک اپنی جگہ بالکل صاف اورواضح ہے۔آدمی کو چاہیے کہ اپنے گناہوں کی شامت سے ڈرتا رہے تا کہ ہرموقع پراس کی حفاظت ہوتی رہی۔

(مرآۃ المناجیح۔ج۳۔ص۱۳۳)

رمضان کے احترام کا یہ مطلب ہے کہ اس میں گناہوں سے بچا جائے۔جھوٹ ،غیبت،چغلی اور بدکلامی سے اپنے آپ کو بچایا جائے،صرف کھانا پینا بند کر دینے کو رمضان کا کامل احترام نہیں کہا جا سکتا رمضان کے مقصد کو حاصل کرنا ہی اصل میں رمضان کا احترام ہے۔اللہ رب العزت ہمیں رمضان کے احترام اور روزوں کی پابندی اورحفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

تیسرا سبق

رمضان المبارک کی بے حرمتی کا انجام

دینی شعائر، مذہبی علامت،نیکی اور بھلائی کی قدر کرنا اوران کی عظمت وحرمت کو گلے سے لگانا نیکی اور سعادت مندی کی علامت ہے اس کے برعکس ان چیزوں کی ناقدری اوران کی حرمتوں کو پامال کرنا نہایت شقاوت اور بدبختی کی بات ہے۔

رمضان المبارک کی عزت اورتوقیر پر جہاں ڈھیروں نیکیاں ملتی ہیں وہیں اس کی بے حرمتی کرنے پردردناک عذاب کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے۔

جس نے اس ماہ مبارک میں کوئی نشہ آور چیز پی یا کسی مومن پر بہتان باندھا یا اس میں گناہ کیا تو اللہ رب العزت اس کے ایک سال کے اعمال برباد فرما دے گا۔پس تم ماہ رمضان میں کوتاہی کرنے سے ڈرو کیوں کہ یہ اللہ عزوجل کا مہینہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے گیارہ مہینے کر دئے کہ ان میں نعمتوں سے لطف اندوز ہواورلذت حاصل کرواوراپنے لیے ایک مہینہ خاص کرلیا ہے۔پس تم ماہ رمضان کے معاملہ میں ڈرو۔

(المعجم الاوسط،ج:۲،ص:۴۱۴)

سرکارکائنات ﷺ نے فرمایا:

میری امت ذلیل ورسوا نہ ہوگی جب تک وہ رمضان کا حق ادا کرتی رہے گی۔عرض کیا گیا یارسول اللہ!رمضان کے حق کو ضائع کرنے میں ان کا ذلیل ورسوا ہونا کیا ہے؟فرمایا:

اس ماہ میں ان کا حرام کاموں کو کرنا، پھر فرمایا جس نے اس ماہ میں زنا کیا یا شراب پی تو اگلے رمضان المبارک تک اللہ رب العزت اور جتنے فرشتے ہیں سب اس پر لعنت کرتے ہیں پس اگر یہ شخص اگلے رمضان کو پانے سے پہلے مرگیا تو اس کے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جو اسے جہنم کی آگ سے بچا سکے گی۔ پس تم ماہ رمضان کے معاملہ میں ڈرو کیوں کہ جس طرح اس ماہ میں اور مہینوں کے مقابلے میں نیکیاں بڑھادی جاتی ہیں اسی طرح گناہوں کا بھی معاملہ ہے۔ (المعجم الصغیر للطبرانی، ج:۹، ص:۶۰)

قبر کا بھیانک منظر:

ایک بار امیر المومنین، مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ زیارت قبور کے لیے کوفہ کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک تازہ قبر پر نظر پڑی۔ آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اس کے حالات معلوم کرنے کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے:

یا اللہ عزوجل! اس میت کے حالات مجھ پر منکشف فرما۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں آپ کی التجا فوراً قبول ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کے اور اس مردہ کے درمیان کے جتنے پردے حائل تھے تمام اٹھادئے گئے۔ اب ایک قبر کا بھیانک منظر آپ کے سامنے تھا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مردہ آگ کی لپیٹ میں ہے اور رو رو کر آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اس طرح فریاد کر رہا ہے:

یَا عَلِیُّ ! اَنَا غَرِیْقٌ فِی النَّارِ وَ حَرِیْقٌ فِی النَّارِ۔

اے علی! میں آگ میں ڈوب رہا ہوں اور آگ میں جل رہا ہوں۔

قبر کے دہشت ناک منظر اور مردے کی دردناک پکار نے آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو بے قرار کر دیا۔ آپ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنے رحمت والے پروردگار

عزوجل کے دربار میں ہاتھ اٹھادئے اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ اس میت کی بخشش کے لیے درخواست پیش کی۔ غیب سے آواز آئی:

اے علی! آپ اس کی سفارش نہ فرمائیے کیوں کہ روزہ رکھنے کے باوجود بھی یہ شخص رمضان المبارک کی بے حرمتی کرتا تھا، رمضان المبارک میں بھی گناہوں سے باز نہ آتا تھا۔ دن کو روزے تو رکھ لیتا مگر راتوں میں گناہوں میں مبتلا رہتا۔ مولائے کائنات یہ سن کر اور بھی رنجیدہ ہو گئے اور سجدے میں گر کر رو رو کر عرض کرنے لگے:

یا اللہ! میری لاج تیرے ہاتھ میں ہے، اس بندے نے بڑی امید کے ساتھ مجھے پکارا ہے، میرے مالک! تو مجھے اس کے سامنے رسوا نہ فرما: اس کی بے بسی پر رحم فرمادے اور اس بے چارے کو بخش دے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رو رو کر مناجات کر رہے تھے کہ اللہ کی رحمت کا دریا جوش میں آ گیا اور ندا آئی:

اے علی! ہم نے تمہاری شکستہ دلی کے سبب اسے بخش دیا۔ چناں چہ اس مردے پر سے عذاب اٹھالیا گیا۔ (انیس الواعظین، ص:۲۵)

کیوں نہ مشکل کشا کہوں تم کو!
تم نے بگڑی میری بنائی ہے

اس حکایت سے یہ بات واضح ہوئی کہ رمضان المبارک کا احترام بھی مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ اللہ رب العزت ہم سبھوں کو رمضان کی بے حرمتی سے بچائے اور رمضان المبارک کی خوب خوب عزت و تعظیم کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین ثم آمین

چوتھا سبق

روزہ اور نیت

روزہ کی تعریف : روزہ عرفِ شرع میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصدًا کھانے پینے اور جماع سے باز رکھنا ہے۔اس میں عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا بھی شرط ہے۔ (بہارشریعت)

روزہ کے درجے :روزے کے تین درجے ہیں ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے اور جماع سے روکنا ہے۔دوسرا خواص کا روزہ کہ ان کے علاوہ کان آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا ہے،اور تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوی اللہ سے اپنے کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا ہے۔

(جوہرہ نیرہ)

نیت کا وقت : اداے رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے اس وقت میں جب نیت کر لے یہ روزے ہوجائیں گے۔لہٰذا آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا پھر بے ہوش ہوگیا اور ضحوۂ کبریٰ کے بعد ہوش آیا تو یہ روزہ نہ ہوا اور آفتاب ڈوبنے کے بعد نیت کی تھی تو ہوگیا۔

(درمختار ردالمحتار)

مسئلہ۔ ضحوۂ کبریٰ، نیت کا وقت نہیں بلکہ اس سے پہلے نیت ہوجانا ضروری ہے۔اور اگر

خاص اس وقت یعنی جس وقت آفتاب خط نصف النہار شرعی پر پہنچ گیا نیت کی تو روزہ نہ ہوا۔

(عامہ کتب فقہ)

نصف النہار شرعی کا وقت معلوم کرنے کا طریقہ:

نصف النہار شرعی جاننے کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن کا نصف النہار شرعی معلوم کرنا ہو اس دن کے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت شمار کر لیجیے اور اس وقت کے دو حصے کر لیجیے، پہلا آدھا حصہ ختم ہوتے ہی ''نصف النہار شرعی'' کا وقت شروع ہوجائے گا۔مثلاً آج صبح صادق ٹھیک چار بجے ہے اور غروب آفتاب ٹھیک چھ بجے ہے تو دونوں کے درمیان کا وقت کل چودہ گھنٹے ہوئے۔اب اسے دو حصوں میں تقسیم کرنے سے سات سات گھنٹے ہوئے اب چار بجے میں سات گھنٹے ملا لیجیے تو اس طرح گیارہ بجتے ہی نصف النہار شرعی کا وقت شروع ہوگیا۔گویا اب گیارہ بجے کے بعد سے ان تین طرح کے روزوں کی نیت نہیں ہوسکتی۔ (ردالمحتار ج ۳۔ص ۳۴۱)

مسئلہ ۔نیت دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے کہنا شرط نہیں مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔اگر رات میں روزۂ رمضان کی نیت کریں تو یوں کہیں۔

نَوِیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالیٰ مِنْ فَرِضِ رَمْضَانَ ھٰذَا

ترجمہ:نیت کرتا ہوں میں کل اس فرض رمضان کا روزہ رکھوں گا۔

مسئلہ ۔ اگر دن میں نیت کرے تو یوں کہے۔

نَوِیْتُ اَنْ اَصُوْمَ ھٰذَا الْیَوْمِ لِلّٰہِ تَعَالیٰ مِنْ فَرِضِ رَمْضَانَ ھٰذَا ۔

نیت کرتا ہوں میں آج اس فرض رمضان کا روزہ رکھتا ہوں۔

(ردالمحتار، ج:۳،ص:۳۳۲)

مسئلہ ۔ عربی میں نیت کے کلمات ادا کرنے اسی وقت نیت شمار کئے جائیں گے جب کہ ان کے معنیٰ بھی آتے ہوں اور یہ بھی یاد رہے کہ زبان سے نیت کرنا خواہ کسی

بھی زبان میں ہواسی وقت کارآمد ہوگا جب کہ اس وقت دل میں بھی نیت موجود ہو۔

مسئلہ۔ نیت اپنی مادری زبان میں بھی کی جاسکتی ہے مگر شرط یہی ہے کہ عربی میں کریں خواہ کسی اور زبان میں نیت کرتے وقت دل میں بھی ارادہ موجود ہو ورنہ بے خیالی میں صرف زبان سے رٹے رٹائے جملے ادا کر لینے سے نیت نہ ہوگی ہاں اگر بالفرض زبان سے رٹی ہوئی نیت کہہ لی مگر بعد میں نیت کے لیے وقت کے اندر دل میں بھی نیت کرلی تو اب نیت صحیح ہے۔ (ردالمختار، ج:۳، ص:۳۳۲)

مسئلہ۔ اگر دن میں نیت کریں تو ضروری ہے کہ یہ نیت کریں کہ میں صبح سے روزہ دار ہوں۔ اگر اس طرح نیت کی کہ اب سے روزہ دار ہوں صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔ (الجوہرۃ النیرۃ، ج۱۔ص۱۷۰)

مسئلہ۔ رمضان کے ہر روزہ کے لیے نئی نیت کرنا ضروری ہے ایک دن کی نیت پورے مہینہ کے لیے کافی نہیں۔ (ایضاً)

پانچواں سبق

تراویح کے احکام اور مسائل

مسئلہ: تراویح ہر عاقل وبالغ مرد اور عورت کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔ اس کا ترک جائز نہیں۔ (درمختار، ج۲:ص:۳۹۴)

مسئلہ: تراویح کی بیس رکعت ہیں۔ سیدنا فاروق اعظم کے دور میں بیس رکعتیں پڑھی جاتی تھیں۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، ج:۲، ص:۲۹۹۔ رقم:۴۶۱۷)

مسئلہ: تراویح کی جماعت سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ (ہدایہ ج:۱، ص:۷۰)

مسئلہ: تراویح کا وقت عشا کی فرض نماز پڑھنے کے بعد سے صبح صادق تک ہے، عشا کے فرض ادا کرنے سے پہلے ادا کرلی تو نہ ہوگی۔ (عالمگیری ج:۱، ص:۱۱۵)

مسئلہ: عشا کے فرض و وتر کے بعد بھی تراویح ادا کی جاسکتی ہے۔ (درمختار، ج:۲، ص:۹۴)

مسئلہ: تراویح اگر فوت ہوئی تو اس کی قضا نہیں۔ (ایضًا)

بہتر یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں دو دو کرکے دس سلام کے ساتھ ادا کرے۔

(درمختار، ج:۲ص:۴۹۴)

مسئلہ: تراویح کی ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے۔ (درمختار، ج:۲، ص:۴۹۴)

بلا عذر بیٹھ کر تراویح ادا کرنا مکروہ ہے، بلکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک ہوتی ہی نہیں۔ (درمختار، ج:۲ص:۴۹۹)

مسئلہ: تراویح مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے، اگر گھر میں باجماعت ادا کی جائے تو ہوجائے گی، مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں ادا کرنے سے ملتا ہے۔ (عالمگیری، ج:۱ص:۱۱۶)

مسئلہ: تراویح میں پورا کلام اللہ پڑھنا اور سننا سنت مؤکدہ ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:۷، ص:۵۴۸)

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے تراویح کی نماز فاسد ہوجائے تو جتنا قرآن پاک ان رکعتوں میں پڑھا تھا ان کا اعادہ کیا جائے، تاکہ ختم قرآن میں نقصان نہ رہے۔ (عالمگیری، ج:۱ص:۱۱۸)

مسئلہ: الگ الگ مسجد میں تراویح ادا کرسکتا ہے جب کہ ختم قرآن میں نقصان نہ ہو، تراویح کی دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے آخر میں سجدۂ سہو کرلے اور اگر تیسری کا سجدہ کرلیا تو چار پوری کرلے مگر یہ دو شمار نہ ہوں گی، ہاں! اگر دو پر قعدہ کیا تھا تو چار ہوگئیں۔ (عالمگیری، ج:۱ص:۱۱۸)

مسئلہ: تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیرا اگر دوسری پر بیٹھا نہیں تھا تو نہ ہوئی، ان کے بدلے کی دو رکعتیں دوبارہ ادا کریں۔ (عالمگیری، ج:۱ص:۱۱۸)

مسئلہ: سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوئی کوئی کہتا ہے تین، تو امام کو جو یاد ہے اس کا اعتبار ہے۔ (عالمگیری، ج:۱ص:۱۱۷)

مسئلہ: افضل یہ ہے کہ ہر دو رکعت میں قراءت برابر ہو اور ایسا نہ کیا جب بھی حرج نہیں۔ (عالمگیری، ج:۱ص:۱۱۷)

مسئلہ: امام و مقتدی ہر دو رکعت کی ابتدا میں ثنا پڑھے امام تعوذ و تسمیہ بھی پڑھے، اور التحیات کے بعد درود ابراہیمی اور دعا بھی۔ (درمختار، ج:۲، ص:۴۹۸)

مسئلہ: اگر ۲۷/رویں کو یا اس سے قبل قرآن پاک ختم ہوگیا تب بھی آخر رمضان تک تراویح پڑھتے رہیں کہ سنت مؤکدہ ہے۔ (عالمگیری، ج:۱ص:۱۱۸)

مسئلہ: بعض مقتدی بیٹھے رہتے ہیں جب امام رکوع کرتا ہے تو کھڑے ہوتے ہیں یہ منافقین کی علامت ہے۔ (بہار شریعت، حصہ:۲، ص:۳۶)

مسئلہ: رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ ادا کرنا افضل ہے، مگر جس نے عشا کی فرض تنہا ادا کی وہ وتر بھی تنہا ادا کرے۔ (بہار شریعت، حصہ:۴، ص:۳۶)

مسئلہ: ایک امام کے پیچھے عشا کی فرض دوسرے کے پیچھے تراویح اور تیسرے کے پیچھے وتر میں حرج نہیں۔ حضرت عمر فاروق فرض اور وتر کی جماعت خود کرواتے اور سیدنا ابی بن کعب تراویح پڑھاتے۔ (عالمگیری، ج:۱ص:۱۱۶)

چھٹا سبق

تراویح کے مسائل

مسئلہ : نمازتراویح کی مسجد میں باجماعت ادائے گی سنت کفایہ ہے اگر محلّہ کی مسجد میں باجماعت نہ ہوتو سارے اہل محلّہ گنہ گار ہوں گے۔ (درمختار۲/۴۳۱،عالمگیری۱/۱۱۶)

مسئلہ: ایک مسجد میں بیک وقت دو جماعت (مثلاً پہلی اوردوسری منزل میں الگ الگ جماعت کرنا) یا یکے بعد دیگرے (ایک جماعت ہونے کے بعد دوسری جماعت قائم کرنا) مکروہ ہے۔ (خانیہ۱/۲۳۴)

مسئلہ: اگر تین رکعتیں پڑھیں مگر دوسری پر قعدہ کرلیا تو وہ صحیح ہوگئیں اور تیسری باطل ہوگئی۔تیسری رکعت میں جو حصۂ قرآن پڑھا ہے اسے دہرائیں اور اگر ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو تینوں رکعتیں باطل ہوگئیں ان میں پڑھا گیا قرآن دہرایا جائے۔ (شامی۲/۴۲۱)

مسئلہ: اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ کیا تو چاروں صحیح ہوگئیں۔اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور قعدۂ اولیٰ نہیں کیا تو صرف اخیر کی دو رکعتیں معتبر ہوں گی اور پہلی دو رکعتیں باطل ہوجائیں گی۔لہٰذا ان دو رکعتوں میں جو قرآن پڑھا گیا اسے دہرایا جائے گا۔ (حلبی کبیر۴۰۸)

مسئلہ: اگر کسی شخص کی تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ جائیں تو وہ ترویحہ کے وقفہ میں رکعات پوری کرلے اگر پھر بھی رہ جائیں اور امام وتر پڑھانے کے

لیے کھڑا ہوجائے تو امام کے ساتھ پہلے وتر ادا کرے اس کے بعد اپنی چھوٹی رکعت پڑھے۔ (درمختار۲/۴۳۱)

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایک جگہ تراویح پڑھ چکا ہو یا پڑھا چکا ہو پھر دوسری جگہ جاکر نفل کی نیت سے تراویح کی جماعت میں شامل ہوجائے تو اس میں شرعاً حرج نہیں۔ (حلبی کبیر۴۰۸)

مسئلہ: تراویح (یا کسی نماز) میں قرآن کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر پڑھنے سے نماز فاسد ہوجائے گی۔اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ (شامی۱/۶۲۳)

مسئلہ: تراویح میں بھی نابالغ شخص کی امامت مفتیٰ بہ قول کے مطابق ناجائز۔ (حلبی کبیر۴۰۸)

مسئلہ: بعض مرتبہ تراویح کے دوران بے خیالی میں یہ صورت پیش آتی ہے کہ امام آیت سجدہ پڑھ کر جب سجدۂ تلاوت کرکے کھڑا ہوتا ہے تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر آگے قراءت شروع کرتا ہے۔اس سے شرعاً نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ (شامی۲/۳۲)

مسئلہ: ترویحہ کے لیے کوئی خاص دعا متعین نہیں ہے بلکہ اختیار ہے خواہ ذکرو اذکار کریں۔کلمہ شریف پڑھیں۔بعض فقہا سے تین مرتبہ وہ دعا پڑھنا منقول ہے جو تراویح کی دعا کے نام سے مشہور ہے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَلَایَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِيَا مُجِيْرُمُجِيْرُيَا مُجِيْرُ۔

ترجمہ: پاک ہے وہ اللہ جو ملک اور بادشاہت والا ہے۔پاک ہے وہ اللہ جو عزت والا،عظمت،ہیبت والا،قدرت والا،بڑائی والا اور سطوت والا ہے،پاک ہے وہ اللہ جو بادشاہ ہے،زندہ رہنے والا کہ نہ اس کے لیے نیند ہے اور نہ موت ہے،وہ بے انتہا پاک ہے،بے انتہا مقدس،ہمارا پروردگار اور فرشتوں اور روح کا پروردگار ہے۔الٰہی ہمیں آگ سے بچانا اے بچانے والے!اے پناہ دینے والے!اے نجات دینے والے!

ساتواں سبق

سحری کا بیان

ہم اپنے پروردگار کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے کہ اس نے ہمارے اوپر کس کس انداز سے رحم وکرم کی برسات کی ہے۔رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ ہمارے لیے برکت وفضیلت کا انبار لیے ہوئے ہے۔اس نے اپنی بندگی کے لیے روزہ رکھنے کا حکم دیا اور سحری کھانے پر ثواب کی خوش خبری سنائی یہ کرم بالائے کرم نہیں تو کیا ہے؟

حدیث شریف میں آیا:

تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِیْ السُّحُوْرِ بَرَکَۃٌ۔ (بخاری،مسلم وترمذی)

سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق ''سحری'' کا لقمہ ہے۔ (مسلم وابوداؤد)

سرکار دوجہاں ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

تین چیزوں میں برکت ہے، جماعت، ثرید اور سحری میں۔ (طبرانی)

طبیب دوعالم ﷺ کا فرمان عالیشان یہ بھی ہے:

سحری کھانے سے دن کے روزہ پر استعانت کرو۔اور قیلولہ سے رات کے قیام پر۔ (ابن ماجہ،بیہقی)

سحری کی شروعات: ابتداے اسلام میں سحری کا تصور نہیں تھا۔روزہ رکھنے والے کو

غروب آفتاب کے بعد صرف اس وقت تک کھانے اور پینے کی اجازت تھی جب تک وہ سو نہ جائے اگر سو گیا تو اب اس کے لیے کھانا پینا ممنوع ہو گیا مگر اللہ رب العزت نے اپنے بندوں پر کرم کرتے ہوئے اس تعلق سے رخصت پیدا کرنے کے لیے جو صورت پیدا کی اس کی روداد کتب احادیث وتفاسیر میں کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ حضرت صرمہ بن قیس رضی اللہ عنہ ایک محنتی کسان تھے ایک دن روزہ کی حالت میں پورے دن اپنے کھیت میں کام کر کے شام کو گھر لوٹے اپنی زوجہ محترمہ سے کھانا طلب کیا اور خود بستر پر دراز ہو گئے جب وہ کھانا لے کر آئیں تو ان کی آنکھ لگ گئی تھی جب انہیں کھانے کے لیے جگایا گیا تو انھوں نے کھانے سے انکار کر دیا کیوں کہ ان دنوں سونے کے بعد جگ کر کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی اس لیے انہوں نے بغیر کچھ کھائے پئے اگلے دن کا روزہ رکھ لیا نتیجہ یہ ہوا کہ کمزوری کے باعث دن میں بے ہوش ہو گئے۔آپ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت زار دیکھتے ہوئے فرمان الٰہی نازل ہوا۔

وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔ (البقرۃ،آیت:۱۸۷)

اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمھارے لیے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورا سے پو پھٹ کر۔پھر رات آنے تک روزے پورے کرو۔ (کنزالایمان)

کھجور اور پانی سے سحری کرنا سنت ہے:

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں حضور ﷺ سحری کے وقت مجھ سے فرماتے۔میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہے۔مجھے کچھ کھلاؤ تو میں کچھ کھجوریں اور ایک برتن میں پانی پیش کرتا۔ (مشکوۃ،کتاب الصوم)

سحری کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ عربی کی مشہور لغت کی کتاب ''قاموس'' میں ہے کہ 'سحر' اس کھانے کو کہتے ہیں جو صبح کے وقت کھایا جائے۔حضرت علامہ علی بن سلطان محمد المعروف ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بعضوں کے نزدیک سحری کا

وقت آدھی رات سے شروع ہوجاتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح،شرح مشکوٰۃ المصابیح،ج:۴،ص:۴۷۷)

سحری میں تاخیر افضل ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: حضرت سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے سرکار ﷺ نے فرمایا:

تین چیزوں کو اللہ عزوجل محبوب رکھتا ہے (۱) افطار میں جلدی (۲) سحری میں تاخیر اور (۳) نماز (کے قیام) میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔ (الترغیب و الترھیب ج:۲،ص:۹۱ حدیث ۴)

سحری میں تاخیر سے کون سا وقت مراد ہے؟

سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے یعنی دیر سے سحری کرنے میں زیادہ ثواب ملتا ہے۔ مگر اتنی تاخیر بھی نہ کی جائے کہ صبح صادق کا شبہ ہونے لگے!

یہاں ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ''تاخیر'' سے مراد کون سا وقت ہے؟

حضرت مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمہ ''تفسیر نعیمی'' میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رات کا چھٹا حصہ ہے۔

پھر سوال ذہن میں ابھرا کہ رات کا چھٹا حصہ کیسے معلوم کیا جائے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک رات کہلاتی ہے۔ مثلاً کسی دن سات بجے شام کو سورج غروب ہوا اور پھر چار بجے صبح صادق ہوئی۔ اس طرح غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک جو نو گھنٹے کا وقفہ گزرا وہ رات کہلایا۔ اب رات کے ان نو گھنٹوں کے برابر برابر چھ حصے کر دیجیے۔ ہر حصہ ڈیڑھ گھنٹے کا ہوا اب رات کے آخری ڈیڑھ گھنٹے (یعنی اڑھائی بجے تا چار بجے) کے دوران صبح صادق سے پہلے پہلے جب بھی سحری کی، وہ تاخیر سے کرنا ہوا۔ سحری و افطار کا وقت عموماً روزانہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ بیان کیے ہوئے طریقے کے مطابق جب بھی چاہیں رات کا چھٹا حصہ نکال سکتے ہیں اگر رات میں سحری کر لی اور روزہ کی نیت بھی کر لی۔ پھر بھی بقیہ رات میں جب چاہیں کھا پی سکتے ہیں۔ نئی نیت کی حاجت نہیں۔

آٹھواں سبق

افطار کا بیان

بلاشبہ یہ رمضان المبارک کا خاص فیضان ہے کہ اس میں ہر نیک کام بے شمار برکتوں اور فضیلتوں کا حامل بن جاتا ہے۔ مثلاً سحری ایک کھانا ہے۔ مگر روزہ رکھنے کی نیت سے کھائی جاتی ہے تو اس پر جو ثواب دیا جاتا ہے اسے گزشتہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اسی طرح سے ''افطار'' کرنا بظاہر روزہ کی مشقت سے آرام پانا ہے مگر یہ عمل بھی رحمت و برکت سے خالی نہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آیا۔ مدنی آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔

(صحیح بخاری ج:۱،ص:۶۴۵)

ایک دوسری حدیث پاک میں آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

میری امت میری سنت پر رہے گی جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے۔

(صحیح ابن خزیمہ،ص:۲۰۹)

آقا ﷺ فرماتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔ (ترمذی ج۲ص۱۶۴)

آقا ﷺ کا فرمان عالی شان یہ بھی ہے:

یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔ (سنن ابوداؤد، ج:۲،ص:۴۴۶)

مدنی آقا ﷺ کا یہ بھی ارشادگرامی ہے:

مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا اَوْ حَاجًّا اَوْ خَلَفَهٗ فِیْ اَهْلِهٖ اَوْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلَ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ ۔(السنن الکبری،ج:۲۔ص:۲۰۶)

جس نے کسی غازی یا حاجی کا سامان سفر تیار کیا یا اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کی دیکھ ریکھ کی یا کسی روزہ دار کو روزہ افطار کروایا تو اسے بھی انہیں کے مثل اجر ملے گا اس کے اجر میں بغیر کسی کمی کے۔

افطار کرانے کی فضیلت: کسی دوسرے کو افطار کرانے کے تعلق سے یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ کیجیے۔

جس نے حلال کھانا یا پانی سے (کسی مسلمان کو) روزہ افطار کرایا فرشتے ماہ رمضان کے اوقات میں اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ (طبرانی،معجم الکبیر،ج:۲۔ص:۲۶۲)

روزہ دار کو پانی پلانے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے مدنی آقا ﷺ فرماتے ہیں:

جو روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔ (صحیح ابن خزیمہ،ج:۳۔ص:۱۹۲)

کس چیز سے روزہ افطار کیا جائے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں کوئی افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی،ج:۲۔ص:۱۶۲)

افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے:

نبی پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ لِلصَّائِمِ عِنْدَ فِطْرِهٖ لَدَعْوَةً مَا تُرَدُّ ۔

بے شک روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔ (ترغیب،ج:۲۔ص:۵۳)

تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی: (۱) روزہ دار کی بوقت افطار (۲) بادشاہ

عادل کی۔(۳) مظلوم کی۔ان تینوں کی دعا اللہ عزوجل بادلوں سے بھی اوپر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں۔اور اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ مجھے میری عزت کی قسم! میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ دیر بعد۔

(سنن ابن ماجہ،ج:۲۔ص:۳۴۹)

افطار کی دعا:

احادیث میں افطار کے حوالے سے دو دعائیں زیادہ مشہور منقول ہیں۔پہلی دعا ہے:

1۔اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔ (ابوداود)

اور دوسری دعا ہے:

۲۔ ذَهَبَ الظَّمَأُ، وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ، وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

(ابوداود)

دعائے افطار کب پڑھی جائے؟

ان میں سے دوسری دعا تو بالاتفاق افطار کے بعد پڑھنے کی ہے،اور پہلی دعا کے بارے میں احادیث میں کسی قسم کی صراحت نہیں ہے کہ یہ دعا افطاری سے پہلے پڑھنی ہے یا بعد میں،مختلف احادیث میں مختلف الفاظ وارد ہوئے ہیں،جس سے تینوں باتوں کے اشارے ملتے ہیں،بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا پہلے پڑھی جاتی ہے اور بعض سے درمیان اور بعض سے آخر میں پڑھنے کا اشارہ ملتا ہے،لہٰذا کسی ایک قول پر اصرار کرنا اور اس دعا کے افطار کے بعد پڑھنے کو ہی سنت کہنا درست نہیں ہے،جو بعد میں پڑھے اس پر بھی نکیر نہیں کرنی چاہیے اور جو پہلے پڑھے اسے بھی منع نہیں کرنا چاہیے۔

درحقیقت اس دعا کے الفاظ سے بعض لوگوں کو یہ اشتباہ ہوا ہے کہ اس میں ماضی کے صیغے استعمال ہوئے ہیں:۔۔۔'میں نے تیرے رزق سے روزہ افطار کیا، اس سے یہ سمجھا گیا کہ یہ الفاظ افطار کے بعد ہی پڑھے جا سکتے ہیں،جب کہ عربی زبان

کے قواعد کے اعتبار سے یہ ضروری نہیں ہے، بلکہ عربی زبان کا اسلوب ہے کہ جو کام قریب الوقوع یا یقینی ہواُ سے ماضی کے صیغے سے تعبیر کر دیا جاتا ہے، چناں چہ اقامت کے کلمات میں'' قَدْقَامَتِ الصَّلَاۃُ '' کہا جاتا ہے، جس کا مطلب ہے: تحقیق نماز قائم ہوگئی، حالاں کہ ابھی تو نماز شروع بھی نہیں ہوئی ہوتی ہے، بلکہ چند لمحات کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کی جاتی ہے، لیکن صفوں کی درستی اور نماز کی مکمل تیاری کے بعد نماز کا قائم ہونا قریب الوقوع ہو جاتا ہے اس لیے کہا جاتا ہے کہ تحقیق کہ نماز قائم ہوگئی، اسی طرح جب روزہ افطار کرنا یقینی ہو جاتا ہے اور افطار کا وقت مکمل ہونے پر روزہ دار افطار شروع کرنے لگتا ہے تو عین اس وقت اس دعا کو پڑھنا عربی زبان کے قواعد وضوابط کے لحاظ سے درست ہے۔

ان احادیث سے پتہ چلا کہ رمضان المبارک کا مہینہ نیکیوں کا انبار لگانے کا مہینہ ہے لہٰذا اس میں خوب دلچسپی اور توجہ سے نیکیوں کا ذخیرہ جمع کر لیا جائے تاکہ بروز حشر حسرت وندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اللہ رب العزت اس ماہ مقدس کے ایک ایک لمحہ کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

نواں سبق

روزہ کے مسائل

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی شان ہے: جس روزہ دار نے بھول کر کھایا یا پیا وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کہ اسے اللہ نے کھلایا یا پلایا۔ (بخاری ومسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں: قے، پچھنا، اور احتلام۔

قے کا مسئلہ: روزہ کی حالت میں اگر کسی کو اپنے آپ ہی قے ہو جائے تو لوگ پریشان ہو جاتے ہیں اور صحیح مسئلہ کی جانکاری نہ ہونے کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ روزہ ٹوٹ گیا حالاں کہ ایسا نہیں ہے اس لیے اس تعلق سے تفصیلی مسئلہ بغور ذہن نشین کر لیں:

مسئلہ: روزہ کی حالت میں اپنے آپ کتنی ہی قے ہو جائے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (درمختار ج۲!ص۳۹۲)

مسئلہ: روزہ یاد ہونے کے باوجود جان بوجھ کر منہ بھر قے کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: جان بوجھ کر منہ بھر قے سے بھی روزہ اس صورت میں ٹوٹے گا جب کہ قے میں کھانا، پانی، صفرا (کڑوا پانی) یا خون آئے۔ (ایضا)

مسئلہ: اگر قے میں صرف بلغم نکلا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (ایضا ج۲ص۲۹۴)

مسئلہ: جان بوجھ کر قے کی مگر تھوڑی کی تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (ایضاً ج۲ ص۳۹۳)

مسئلہ: منھ بھر قے بلا اختیار ہوگئی تو روزہ تو نہ ٹوٹا البتہ اگر اس میں سے ایک چنے کے برابر بھی واپس لوٹا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر ایک چنا سے کم ہے تو روزہ نہ ٹوٹا۔

(ایضاً ج۲ ص۳۹۲)

منہ بھر قے کتنی ہے ؟ منھ بھر قے کا مطلب یہ ہے کہ اسے بلا تکلف نہ روکا جا سکے۔

(عالمگیری، ج:ا۔ص۲۰۴)

مسئلہ: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل۔

(درمختار، ج:۳۔ص:۳۶۰)

مسئلہ: روزہ یاد ہونے کے باوجود بھی مکھی، غبار یا دھواں حلق میں چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ غبار آٹے کا ہو، غلہ کا ہو یا ہوا سے مٹی اڑی ہو یا جانور کے ٹاپ سے۔

(ایضا، ج:۳۔ص:۳۶۶)

مسئلہ: بس، موٹر گاڑی وغیرہ سے جو غبار اڑ کر پڑ جائے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(ایضا، ج:۳۔ص:۳۶۶)

مسئلہ: اگر بتی سلگ رہی ہے اس کا دھواں ناک میں گیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا ہاں اگر لوبان یا اگر بتی سلگ رہی ہو اور روزہ یاد ہونے کے باوجود منہ قریب لے جا کر اس کا دھواں ناک سے کھینچا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (ایضا، ج:۳۔ص:۳۶۶)

مسئلہ: تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو۔ جب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(جوہرہ نیرہ، ج:ا۔ص۱۷۹)

مسئلہ: غسل کیا اور پانی کی ٹھنڈک اندر محسوس ہوئی جب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

(عالمگیری، ج:ا۔ص:۲۳۰)

مسئلہ: کلی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی تھی تھوک کے ساتھ اسے نگل لیا روزہ نہیں ٹوٹا۔ (بہار شریعت، ج:۵۔ص:۱۱۳)

مسئلہ: کان میں پانی چلا گیا جب بھی روزہ نہیں ٹوٹا بلکہ خود پانی ڈالا جب بھی نہ ٹوٹا۔

(درمختار، ج:۳۔ص:۳۶۷)

مسئلہ: بات کرنے میں ہونٹ تر ہو گئے اور اسے پی گیا یا منھ سے رال ٹپکی اور تار ٹوٹا نہ تھا کہ اسے چڑھا کر پی گیا یا ناک میں رینٹھ آ گئی بلکہ ناک سے باہر ہو گئی مگر منقطع نہ ہوئی تھی کہ اسے چڑھا کر نگل گیا یا کھنکار منھ میں آیا اور کھا یا اگرچہ کتنا ہی ہو روزہ نہ جائے گا۔ مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔ (بہار شریعت، ج:۵۔ص:۱۱۳)

مسئلہ: مکھی حلق میں چلی گئی روزہ نہ گیا اور جان بوجھ کر نگلی تو چلا گیا۔

(عالمگیری، ج:ا۔ص:۲۰۳)

مسئلہ: صبح صادق سے پہلے کھا پی رہے تھے اور صبح ہوتے ہی منھ سے سب کچھ اگل دیا تو روزہ نہ گیا اور اگر نگل لیا تو جاتا رہا۔ (ایضا)

مسئلہ: غیبت کی تو روزہ نہ گیا۔ (درمختار، ج:۳۔ص:۳۶۲)

اگرچہ غیبت سخت کبیرہ گناہ ہے، قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا۔ جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا اور حدیث پاک میں فرمایا۔ ’’غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے۔

(الترغیب والترہیب، ج:۳۔ص:۴۴۱)

غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ:۵۔ص:۱۱۳)

مسئلہ: جنابت (غسل فرض ہونے) کی حالت میں صبح کی بلکہ اگر سارے دن جب بے غسل رہا روزہ نہ گیا۔ (درمختار، ج:۳۔ص:۳۷۲)

مگر اتنی دیر تک جان بوجھ کر غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا۔ جس گھر میں جنب ہو رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (بہار شریعت ح۵ ص۱۱۳)

دسواں سبق

روزہ کے مسائل

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

روزہ رکھنا جہاں بہت سعادت اور نیک بختی کی بات ہے وہیں جان بوجھ کر روزہ چھوڑ دینا سخت گناہ اور کم نصیبی کی بات ہے۔

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں: جس نے رمضان کا ایک دن کا روزہ بغیر رخصت یا بغیر مرض افطار کیا تو زمانہ بھر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہوسکتا۔ اگر چہ رکھ بھی لے یعنی وہ فضیلت جو رمضان مین تھی کسی طرح حاصل نہیں کرسکتا۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ جب روزہ نہ رکھنے میں یہ سخت وعید ہے رکھ کر توڑ دینا تو اس سے سخت تر ہے۔ حضرت ابوامامہ باہلی بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

میں سورہا تھا دو شخص حاضر ہوئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا چڑھیے!

میں نے کہا مجھ میں اس کی طاقت نہیں انھوں نے کہا! ہم آسان کردیں گے۔ میں چڑھ گیا جب بیچ پہاڑ پر پہنچا تو سخت آوازیں سنائی دیں، میں نے کہا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں۔ پھر مجھے آگے لے گئے میں نے ایک

قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ الٹے لٹکائے گئے ہیں اور ان کی باچھیں چیری جارہی ہیں جن سے خون بہتا ہے میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کردیتے ہیں۔ (ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان)

مسئلہ ۔حقہ۔ سگار، سگریٹ چرس پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے۔ اگرچہ اپنے خیال میں دھواں حلق تک نہ پہنچاتا ہو۔ بلکہ پان یا صرف تمباکو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا اگرچہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔
(فتاوی رضویہ۴/۵۸۶)

مسئلہ ۔تمباکو کو جسے کھینی کہا جاتا ہے منہ میں رکھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، گل بھی اسی قسم کی ہے، کھینی کی طرح اس کا بھی لوگ استعمال کرتے ہیں اس لیے اس کا استعمال بھی مفسد صوم ہے۔ (روزہ توڑنے والا) (فتاویٰ رضویہ، ج: چہارم، ص ۵۸۷)

نوٹ! آج کل کم خواندہ لوگ بلکہ بعض علما روزہ کی حالت میں گل کا استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے اس فعل کو جائز بنانے کے لیے لولی لنگڑی اور بے سروپا تاویل کرتے ہیں۔ خدارا اپنے نفس امارہ کی تسکین کے لیے اپنے رب کو ناراض اور روزہ جیسی عظیم عبادت کو برباد نہ کریں۔

مسئلہ ۔منجن اور ٹوتھ پیسٹ وغیرہ کے باریک اجزا حلق سے اتر گئے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور نہ اترے تو نہ ٹوٹے گا البتہ ایسی چیزوں کو منہ میں رکھنا روزہ کو مکروہ کردے گا۔ (فتاویٰ بحرالعلوم، ج:۲، ص ۲۷۶)

مسئلہ ۔روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اترا، اگرچہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۔نتھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں ڈالا یا چلا گیا تو نہیں گیا۔ (عالمگیری، ج۱، ص۲۰۴)

مسئلہ ۔دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر

یا کم تھا مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی حلق میں محسوس نہ ہوا تو روزہ نہ گیا۔ (درمختار، ردالمحتار ج۳ ص۳۶۸)

روزہ کے مکروہات

ان چیزوں کا بیان جو روزہ کی حالت میں مکروہ ہیں۔

مسئلہ: جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی دینا، بیہودہ بات کہنا، کسی کو تکلیف دینا، یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ بھی مکروہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً شوہر یا آقا بدمزاج ہے نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضگی کا باعث ہوگا تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں چبانے کے لیے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اسے کھلائی جائے نہ اور کوئی بے روزہ ایسا ہے جو اسے چبا کر دے تو بچہ کو کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔

(درمختار، بہارشریعت)

مسئلہ: عورت کا بوسہ لینا، گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے جب کہ یہ ڈر ہو کہ انزال ہو جائے یا جماع میں مبتلا ہو جائے گا اور ہونٹ اور زبان چوسنا تو روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے یونہیں مباشرت فاحشہ بھی مکروہ ہے۔ (ردالمحتار، بہارشریعت)

مسئلہ۔ روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے مین مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ بھر منہ پانی لے۔

مسئلہ۔ منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی اچھا نہیں اور روزے میں تو یہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری و بہارشریعت)

گیارہواں سبق

روزہ کے مسائل

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں: کہ حمزہ بن عمرو سلمی بہت روزہ رکھتے تھے انھوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ سفر میں روزہ رکھوں؟ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: چاہو رکھو اور چاہو نہ رکھو۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہٗ بیان فرماتے ہیں: کہ سولھویں رمضان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم جہاد میں گئے ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو نہ روزہ داروں نے غیر روزہ داروں پر عیب لگایا اور نہ انھوں نے ان پر۔ (مسلم شریف)

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (چار والی دو پڑھنے کا حکم دیا گیا) اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا (کہ ان کو اجازت ہے کہ اس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں)۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ و نسائی)

مسئلہ: حمل، بچہ کو دودھ پلانا، مرض، بڑھاپا، خوف ہلاک و اکراہ، نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے عذر ہیں۔ ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے گا تو گنہگار نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا ان پر فرض ہے کہ ان روزوں کی

قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں اس لیے اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہوگئے مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے اس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھے قضا نہ رکھے بلکہ اگر غیر مریض اور مسافر نے قضا کی نیت کی جب بھی قضا نہیں بلکہ اسی رمضان کے روزے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے اور نہ ہی آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقۂ فطر کے مقدار مسکین کو دے دے۔ (درمختار)

مسئلہ: اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں گرمی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو گرمی میں نہ رکھ کر سردی میں رکھے اور ایسا کرنا اس پر فرض ہے۔ (ردالمختار)

مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آ گئی کہ روزہ رکھ سکے تو فدیہ صدقۂ نفل ہو کر رہ گیا ان روزوں کی قضا رکھے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: یہ اختیار ہے کہ شروع ہی رمضان میں پورے رمضان کا بیک وقت فدیہ دے دے یا آخر میں دے۔ (ایضاً)

مسئلہ: عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل روزے نہ رکھے اور اگر رکھ لے تو شوہر تڑوا سکتا ہے مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی اور اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ: رمضان اور قضائے رمضان کے لیے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں۔ بلکہ اس کے منع کرنے پر بھی رکھے۔ (درمختار، ردالمختار)

بارھواں سبق

قضا، کفارہ اور فدیہ کا بیان

بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں روزہ توڑا جائے تو اس کے بدلے میں رمضان المبارک کے بعد روزہ رکھنا ضروری ہے۔ اور کفارہ بھی دینا واجب ہے۔

مسلمان عاقل، بالغ، مقیم نے رمضان المبارک میں اگر بہ نیت عبادت روزہ رکھ کر بلا عذر شرعی قصداً توڑ دیا تو اس پر اس روزے کی قضا اور کفارہ دونوں فرض ہے۔

روزہ کی حالت میں جان بوجھ کر کھانے پینے، جماع کرنے، حقہ، سگریٹ، وغیرہ پینے سے روزہ کی قضا اور کفارہ فرض ہے۔

کسی نے روزہ میں جذبات سے مغلوب ہو کر جنسی فعل کا ارتکاب کیا چاہے وہ مرد ہو یا عورت یا مرد نے لواطت کی تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہے۔

کسی نے کوئی ایسی چیز کھا پی لی جو کھانے پینے کے استعمال میں آتی ہے یا ایسی چیز کھائی جو کھانے پینے کے استعمال میں نہیں آتی لیکن دوا کے طور پر کھا پی لی کہ اس سے فائدہ ہوگا۔ تو روزہ جاتا رہا اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہے۔

کوئی ایسا فعل کیا جس سے روزہ کے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو یعنی روزہ فاسد نہ ہوتا ہو، لیکن روزہ دار نے یہ گمان کرلیا کہ روزہ ٹوٹ گیا اس کے بعد اس نے قصداً کھا پی لیا تو ایسی صورت میں بھی روزہ کی قضا اور کفارہ لازم ہے۔ مثلاً آنکھ میں سرمہ لگایا یا عورت

سے بوس و کنار کیا بشرطے کہ انزال نہ ہوا تو روزہ دار نے یہ گمان کرلیا کہ روزہ نہیں رہا حالاں کہ ایسی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا پھر اس نے قصداً کھا پی لیا تو اب اس پر قضا اور کفارہ دونوں فرض ہیں۔

کفارہ اسی روزہ کا لازم ہے جس کی نیت صبح صادق سے پہلے یعنی رات میں کی ہو اگر اس روزہ کی نیت دن میں کی ہو تو اس کی صرف قضا فرض ہے۔اسی طرح کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا غیر اختیاری شرعی عذر پیدا نہ ہو جس سے روزہ نہ رکھنے کی رخصت و اجازت ہے مثلاً عورت کو اسی دن حیض یا نفاس آگیا یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن شدید بیمار ہو گیا کہ جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو ایسی حالت میں کفارہ لازم نہیں بلکہ صرف قضا فرض ہے۔سفر سے کفارہ ساقط نہیں ہوگا کیوں کہ یہ اختیاری عذر ہے۔

روزہ رکھ کر پھر بلا عذر شرعی توڑ دینا سخت گناہ ہے۔ہاں اگر روزہ دار ایسا شدید بیمار ہو جائے کہ روزہ نہ توڑنے کی صورت میں موت واقع ہو جانے یا بیماری کے زیادہ ہو جانے کا قوی احتمال ہو، یا اتنی شدید بھوک یا پیاس لگی ہو کہ جان جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے تو ایسی صورت میں روزہ توڑ دینا بالکل جائز بلکہ واجب ہے۔اور پھر تندرست ہو جانے پر اس روزہ کی صرف قضا لازم ہے۔

قصداً روزہ توڑنے کا کفارہ تین طرح سے ادا ہوتا ہے۔

پے در پے ساٹھ روزے رکھنا یا ایک غلام یا باندی آزاد کرنا یا ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلانا۔اگر کفارہ روزوں کی صورت میں ادا کرنا ہو تو یہ ضروری ہے کہ پے در پے ساٹھ روزے بلا ناغہ رکھے جائیں اگر درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو پھر نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھنے ہوں گے، ہاں عورت کے حیض کے دنوں میں جتنے روزے چھوٹ جائیں وہ شمار نہیں ہوں گے بلکہ وہ حیض کے پہلے

اور بعد والے روزے سے ملا کر ساٹھ روزے پورے کرے، کفارہ ادا ہو جائے گا۔

کفارے کے روزے رکھنے کے دوران اگر نفاس کا زمانہ آجائے تو اس سے بھی کفارے کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور نئے سرے سے پھر دو مہینے کے پورے روزے رکھنا واجب ہوں گے۔کفارے کے روزوں کے دوران اگر ماہ رمضان آجائے تو اس سے بھی کفارے کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور نئے سرے سے رکھے اگر ایک ہی رمضان کے دوران ایک سے زائد روزے فاسد ہو گئے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو سب کے لیے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا۔

تیرہواں سبق

کفارہ کا بیان

اگرکسی پرایک کفارہ واجب ہوااور وہ ابھی ادا کرنے نہیں پایا تھا کہ دوسرا واجب ہو گیا تو صرف ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے واجب ہوگا۔ چاہے یہ دونوں کفارے دو رمضان کے ہوں بشرطے یہ کہ روزہ فاسد ہونے کی وجہ جنسی فعل ہو تو جتنے روزے فاسد ہوں ان کا کفارہ الگ الگ ادا کرنا ہوگا چاہے پہلا کفارہ ادا نہ کر پایا ہو۔

ساٹھ محتاجوں میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ محتاج بالغ ہوں اگر بالکل چھوٹی عمر کے بچوں کو کھلایا تو ان کے بدلے پھر بالغ محتاجوں کو کھلانا ضروری ہے۔

محتاجوں کو کھانا کھلانے میں اپنے عام معیار کا خیال رکھے نہ زیادہ بڑھانا واجب ہے اور نہ یہ صحیح ہے کہ سوکھی روٹی دے دی جائے۔ اگر مسکینوں کو کھانا کھلانے میں تسلسل نہ رہے تو کوئی مضائقہ نہیں کفارہ صحیح ہو جائے گا۔

کھانا کھلانے کے بجائے غلہ دینا بھی جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ قیمت ادا کر دی جائے۔ غلہ فطرانے کے مقدار کے برابر ہونا چاہیے۔

اگر ایک ہی محتاج کو ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا دیا جائے تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا مگر (عرفاً) یہ صورت بہتر تصور نہیں کی جاتی اس لیے ساٹھ مسکینوں کو بیک وقت کھلانا ہی بہتر ہے۔

فدیہ کے احکام

اسلامی شریعت نے ایسے حضرات جنھیں روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو کو یہ رعایت دی ہے کہ وہ روزہ کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں کیوں کہ بڑھاپے میں عموماً انسان کا جسم لاغر و کمزور ہو جاتا ہے۔ جس کی بنا پر روزہ رکھنا مشکل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات بیماری کے باعث بھی جسم میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہوتی تو ان حالات میں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ فدیہ ادا کریں۔ ہر روزے کے بدلے میں فدیہ ایک محتاج کو دو وقت کا کھانا کھلانا ہے۔ فدیہ میں غلہ یا اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔ فدیہ میں غلے کی مقدار صدقۂ فطر کے برابر ہے۔

کسی کے ذمے کچھ قضا کے روزے تھے، مرتے وقت اس نے وصیت کی کہ میرے مال میں سے ان کا فدیہ ادا کر دیا جائے۔ اگر ان قضا روزوں کا سارا فدیہ چھوڑے ہوئے ایک تہائی مال کے بقدر ہے تو فدیہ ادا کرنا واجب ہے اور اگر فدیہ کی قیمت زیادہ بن رہی ہے اور تہائی مال کی مقدار کم ہے تو تہائی مال سے زیادہ فدیہ میں ادا کرنا اسی وقت جائز ہے جب وارث برضا و رغبت اس کی اجازت دے، البتہ اس صورت میں بھی نابالغ وارثوں کی اجازت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی اور وارث بطور خود چھوٹے ہوئے روزوں کا فدیہ ادا کرے تب بھی درست ہے۔ اور خدا کی ذات سے توقع ہے کہ وہ فدیہ کو قبول فرمالے اور روزوں کا مواخذہ نہ فرمائے۔

مرنے والے کی طرف سے وارث اگر روزے رکھ لے یا اس کی قضا نمازیں پڑھ لے تو یہ درست نہیں ہے۔

معمولی سی بیماری کی وجہ سے رمضان کا روزہ قضا کرنا اور یہ خیال کرنا کہ پھر قضا رکھ لیں گے یا فدیہ ادا کر کے یہ سمجھنا کہ روزہ کا حق ادا ہو گیا یہ صحیح نہیں ہے۔ رمضان کا

روزہ اسی صورت میں چھوڑیں جب واقعی روزہ رکھنے کی سکت نہ ہو۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتا ہے، کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں، اکثر اوقات شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ ہم سے یہ کام ہرگز نہ ہو سکے گا اور کریں گے تو مر جائیں گے، بیمار پڑ جائیں گے پھر جب خدا پر بھروسہ کر کے کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ادا کرا دیتا ہے کچھ نقصان نہیں پہنچتا، معلوم ہوا کہ وہ شیطان کا دھوکا تھا۔ ۷۵ برس کی عمر میں بہت لوگ روزے رکھتے ہیں۔

ہاں! ایسے کمزور بھی ہو سکتے ہیں کہ ستر ہی برس کی عمر میں نہ رکھ سکیں تو شیطان کے وسوسوں سے بچ کر خوب صحیح طور پر جانچ لینا چاہیے، ایک بات تو یہ ہوئی۔

دوسری یہ کہ ان میں بعض کو گرمیوں میں روزہ کی طاقت واقعی نہیں ہوتی مگر جاڑوں میں رکھ سکتے ہیں، یہ بھی کفارہ نہیں دے سکتے بلکہ گرمیوں میں قضا کر کے جاڑوں میں روزے رکھنا ان پر فرض ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض لگاتار مہینہ بھر کے روزے نہیں رکھ سکتے، مگر ایک دو دن بیچ کر کے (ناغہ کر کے) رکھ سکتے ہیں تو جتنے رکھ سکیں اتنے رکھنا فرض ہے، جتنے قضا ہو جائیں جاڑوں میں رکھ لیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے انہیں بھی کفارہ دینے کی اجازت نہیں، بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں، اگر قبل شفا موت آ جائے تو اس وقت کفارہ کی وصیت کر دیں۔

غرض یہ ہے کہ کفارہ اس وقت ہے کہ روزہ نہ گرمی میں رکھ سکے نہ جاڑے میں، نہ لگاتار نہ متفرق اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو اس عذر کے جانے کی امید نہ ہو، جیسے وہ بوڑھا کہ بڑھاپے نے اسے ایسا ضعیف کر دیا کہ گنڈے دار روزے متفرق

کر کے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں، ایسے شخص کو کفارہ کا حکم ہے، اسے اختیار ہے کہ روز کا (کفارہ/فدیہ) روز دے دے یا مہینہ بھر کا پہلے ہی ادا کر دے یا ختم ماہ کے بعد کئی فقیروں کو دے یا سب ایک ہی فقیر کو دے دے، سب جائز ہے۔ (جلد چہارم، ص۶۱۲، رضا اکیڈمی، ممبئی)

اسی میں ہے ''فدیہ صرف شیخ فانی کے لیے رکھا گیا ہے جو بہ سبب پیرانہ سالی روزہ کی قدرت نہ رکھتا ہو، نہ آئندہ طاقت کی امید، کہ عمر جتنی بڑھے گی ضعف بڑھے گا اس کے لیے فدیہ کا حکم ہے۔ (ایضاً ص۲۰۶)

چودہواں سبق

روزہ کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل

سوال: روزے کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کتب فقہ میں ان امور کی صراحت ہے کہ اگر کوئی ایسا مریض ہے جو روزہ نہیں رکھ سکتا، یا روزہ سے اسے ضرر ہوگا، یا مرض بڑھے گا، یا دیر میں اچھا ہوگا اور اس کی کوئی علامت ظاہر ہو یا یہ بات تجربہ سے ثابت ہو یا مسلم طبیب حاذق، غیر فاسق کے بیان سے معلوم ہو تو جتنے دنوں تک یہ حالت رہے، اسے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور بعد صحت ان کی قضا کرے، اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضاً اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ، يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۔

(پارہ:۲، البقرہ:۲، آیت:۱۸۵)

ترجمہ: تو تم میں جو کوئی یہ (رمضان کا) مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں، اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

لہٰذا اگر ایسی صورت حال سامنے ہو جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو

بالاتفاق روزے کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لینا یا جس دوا کی بھی ضرورت ہو، اسے استعمال کرنا جائز ہوگا۔ جب کہ اس کا استعمال غیر منفذ سے ہو۔

سوال: روزہ کی حالت میں گلوکوز یا انسولین لینے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

جواب: گلوکوز لینے یعنی اسے عام دواؤں کی طرح کھانے، پینے سے روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی چاہے وہ گلوکوز پاوڈر ہو جسے پانی میں گھول کر پیا جاتا ہے، یا گلوکوز ٹبلیٹ ہو جسے منہ میں رکھ کر نگل لیا جاتا ہے، یا گلوکوز سیرپ ہو جسے ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق ایک یا دو چمچہ پیا جاتا ہے۔ ہاں! انجکشن سے انسولین یا گلوکوز لینے کی صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا، اس لیے کہ مفسد صوم وہ دوا یا غذا ہے جو منافذ اصلیہ کے ذریعہ کوئی چیز دماغ یا معدہ تک پہنچے تو اس سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ انجکشن کے ذریعہ جسم میں جو سوراخ ہوتا ہے وہ منفذ نہیں ہوتا بلکہ مصنوعی مسام ہوتا ہے، اس لیے کہ مسام، سم البرۃ، سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے ''سوئی کا سوراخ'' لہٰذا انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوگا چاہے گوشت میں لگایا جائے یا رگ میں لگایا جائے۔ جمہور فقہاے اہل سنت کا یہی موقف ہے۔

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ''انجکشن'' کے بارے میں فرماتے ہیں:

''فی الواقع انجکشن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیوں کہ انجکشن سے دوا جوف میں نہیں جاتی''۔ (فتاویٰ مفتی اعظم، ج۳، ص۲۰۳، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف)

سوال: روزے کی حالت میں ڈائلےسس (خون کی صفائی) کرانے سے روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

جواب: ڈائلےسس (خون کی صفائی) کے دو طریقے ہیں۔

(۱) ہیموڈائلےسس میں خون سے فاسد مادوں، اضافی نمک اور زائد پانی مشین کے ذریعہ نکال لیا جاتا ہے پھر دواؤں اور کیمیاوی و غذائی مواد کے اضافہ کے ساتھ رگوں

کے ذریعہ خون جسم میں واپس لوٹا دیا جاتا ہے۔اس طریقہ کار میں کوئی چیز منفذ سے جسم کے اندر نہیں جاتی اور نہ ہی جوف معدہ ٔ دماغ میں جاتی ہے، اس لیے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

(۲) پیری ٹونیل ڈائلیسس میں مریض کے پیٹ میں موٹی تہہ تک سوراخ کر کے اندر معدے سے متصل بیرونی جھلی تک ایک پائپ ڈالا جاتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ ایک خاص قسم کا پانی ''پیری ٹونیل فلوڈ'' پیٹ کی جھلی میں ڈالا، پھر باہر نکالا جاتا ہے۔تو جراحی اور دوا رسانی کا یہ عمل جائفہ (زخم شکم) میں دوا رسانی کے عمل کی طرح ہے جس کا حکم مذہب امام اعظم پر فساد صوم ہے۔

بہار شریعت میں ہے:

''دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی، اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک، اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی جب بھی جاتا رہا، اور خشک تھی تو نہیں۔''

(ہندیہ۔حصہ پنجم،ص:۹۸۷،روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان،مکتبۃ المدینہ)

ان فقہی عبارات کے پیش نظر یہ حکم دیا جاتا ہے کہ گردے کا مریض پہلے تو یہ کوشش کرے کہ پیری ٹونیل ڈائلیسس کرائے تو احتیاطاً روزے کی قضا بھی کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

پندرہواں سبق

روزے کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل

سوال: روزے کی حالت میں دمہ کے مریض کا ان ہیلر استعمال کرنا روزہ کو توڑے گا یا نہیں؟ بصورت فساد صوم قضا لازم ہوگی یا فدیہ دینا کافی ہوگا؟

جواب: دمہ کے مریض کئی قسم کے ہوتے ہیں:

ایک وہ جو رات کے وقت میں ان ہیلر استعمال کرلیں تو دن روزے کے ساتھ بخوبی گزار سکتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے روزے کے دن میں ان ہیلر کا استعمال جائز نہیں، بلا اضطرار و پریشانی دن میں استعمال کی صورت میں روزے کی قضا و کفارہ دونوں لازم ہوگا۔ایسا مریض اگر کسی وجہ سے سخت اضطراب کا شکار ہو جس کی وجہ سے ان ہیلر کا استعمال ضروری ہو تو اس کے لیے اجازت ہے، مگر روزے کی قضا کرنی ہوگی۔

وہ مریض جن کا مرض شدید ہے اور دن کو بھی ان ہیلر استعمال کرنے سے ان کے لیے چارۂ کار نہیں تو وہ روزے نہ رکھیں اور جب انہیں سہولت کے ایام میسر ہوں تو روزے کی قضا کریں۔ بالفرض ایسے ایام میسر نہ ہوں اور عمر کے لحاظ سے انہیں آئندہ ایسے دن ملنے کی امید نہ ہو تو وہ روزے کا فدیہ دیں۔(جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر گئی)

سوال: روزے کی حالت میں مریض کے پیشاب کی نالی میں کیتھیٹر داخل کرنے

سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا باقی رہے گا؟

جواب: روزے کی حالت میں مرد کے پیشاب کی نالی میں کیتھیٹر داخل کرنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا، کیوں کہ پیشاب کی نالی سے دوا زیادہ سے زیادہ مثانہ تک پہنچے گی اور مثانہ وجوف معدہ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے۔اس کی ترجمانی بہار شریعت میں ان الفاظ میں ہے:

''مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو، اور عورت نے شرم گاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔''

(عالمگیری۔حصہ پنجم،ص:۹۸،روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان،مکتبۃ المدینہ)

اسی میں ہے۔

عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا، اور بالکل باہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا اور خشک انگلی پاخانے کے مقام میں رکھی، یا عورت نے شرم گاہ میں تو روزہ نہ گیا، اور بھیگی رکھی یا اس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا۔ بشرطے کہ پاخانے کے مقام میں اس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔

(بہار شریعت ج۱،حصہ۵،ص:۹۸۶،روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان،مکتبۃ المدینہ)

سوال: روزہ دار بواسیر کے علاج یا قبض توڑنے کے لیے انیما کرائے تو روزہ فاسد ہوگا یا نہیں؟

جواب: انیما کی صورت میں مقعد میں دوا ڈالی جاتی ہے، یہ حقنہ کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے، لہٰذا روزے کی حالت میں انیما کرانے سے روزہ فاسد ہو جائے گا، اور قضا لازم ہوگی۔

سوال: بحالت روزہ دل کے مریضوں کا زبان کے نیچے ٹکیا رکھنا مفسد صوم ہے یا نہیں؟

جواب: تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ وہ ٹکیا منہ میں گھلتے ہیں لعاب سے مل جاتی ہے اور لعاب حلق سے نیچے اترنے پر دوا کا مزہ بھی حلق میں بخوبی محسوس ہوتا ہے، اس لیے باتفاق رائے یہ فیصلہ ہوا کہ بحالت روزہ اس طرح کی ٹکیا زبان کے نیچے رکھی اور کچھ دوا گھلنے کے بعد تھوک نگل گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔

اس کی ترجمانی بہار شریعت میں ان الفاظ میں ہے:

شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔

(حصہ پنجم،ص:۹۸۶،روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان،مکتبۃ المدینہ)

سوال: مصنوعی بے ہوشی یا بے حسی مفسد روزہ ہے یا نہیں؟ اور اگر بے ہوشی دو تین دنوں تک رہ جائے تو اس صورت میں اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: اس امر پر تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ بے ہوشی بذات خود مفسد صوم نہیں خواہ وہ بے ہوشی مصنوعی ہو یا غیر مصنوعی، ہاں! مصنوعی بے ہوشی کے اسباب و ذرائع کے لحاظ سے اس کے احکام مختلف ہو سکتے ہیں۔ مثلاً انجکشن لگانے سے مصنوعی بے ہوشی طاری ہوئی تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس صورت میں کوئی شے منفذ اصلی سے جوف معدہ میں نہیں جاتی ہے جیسا کہ سوال نمبر دو کے جواب میں اس کی وضاحت ہے۔

اور اگر سلینڈر کے ذریعہ ناک میں گیس سونگھانے یا منہ کے راستے گیس پہنچانے سے مصنوعی بے ہوشی طاری ہوئی تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا کیوں کہ اس صورت میں بے ہوش کرنے والی دوا ناک یا منہ کے راستے حلق یا دماغ تک ضرور

پہنچتی ہے۔

اب اگر یہ بے ہوشی دراز ہو تو انجکشن کے ذریعہ بے ہوش کرنے کی صورت میں پہلا روزہ صحیح ہوگا اور باقی کی قضا لازم ہوگی اور سلینڈر کے ذریعہ حلق یا دماغ تک گیس پہنچانے کی صورت میں بے ہوشی کے تمام ایام کی قضا لازم ہوگی۔

سوال: کیا روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا، یا بلڈ بینک میں عطیہ دینا، یا ایمر جنسی کی صورت میں کسی کی جان بچانے کے لیے خون دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس سوال کے تین اجزا ہیں:

(۱) روزے کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا۔ (۲) بلڈ بینک میں خون کا عطیہ دینا۔

(۳) ایمرجنسی کی صورت میں کسی کی جان بچانے کے لیے خون دینا۔

ان کے جوابات ترتیب وار مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) روزہ کی حالت میں خون ٹیسٹ کرانا جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت بھی نہیں ہے، کیوں کہ ٹیسٹ کے لیے معمولی خون لیا جاتا ہے جس سے ضعف کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا۔

(۲) روزہ کی حالت میں بلڈ بینک میں خون کا عطیہ دینا مکروہ وممنوع ہے، اس لیے کہ عطیہ دینے کی صورت میں ۲۵۰ء سے ۳۰۰ء ملی لیٹر تک خون نکال لیا جاتا ہے جس سے روزہ دار کو کمزوری لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہوتا ہے۔

(۳) کسی کی جان بچانے کے لیے بحالت روزہ خون دینا جائز ہے، اس لیے کہ شریعت میں جس طرح سے اپنی ضرورت کا لحاظ رکھا گیا ہے اسی طرح دوسرے مسلمان کی ضرورت کا بھی لحاظ ہے۔ ہاں! اگر اس کے علاوہ کوئی غیر روزہ دار خون دینے کے لیے مل جائے اور اس کا خون مریض کے لیے کافی ہو، یا رات میں بھی خون دینے کی گنجائش ہو تو اس صورت میں بحالت روزہ خون دینا مکروہ ہوگا۔

بہار شریعت میں ہے ”رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے ایسا ضعف آ جائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ (درمختار)

یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزے ادا کر سکیں۔“ (حصہ پنجم، ص: ۹۹۸، مکتبۃ المدینہ)

فتاویٰ رضویہ میں ہے ”پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی، دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے۔ مثلاً: (۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے، حالاں کہ ابطال عمل حرام تھا۔ قال تعالیٰ: لا تبطلوا اعمالکم۔

(۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا، بچائے، اور نماز قضا پڑھے اگرچہ قصداً قضا کرنا حرام تھا۔

(۳) نماز پڑھتا ہے اور اندھا کنویں کے قریب پہنچا، اگر یہ نہ بتائے وہ کنویں میں گر جائے، نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔

سولہواں سبق

روزے کی حالت میں علاج کے کچھ نئے مسائل

سوال: بحالت روزہ معدہ، جگر یا آنت میں منظار وغیرہ داخل کر کے چیک کرنے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: اس طریقہ کار کو ڈاکٹروں کی اصطلاح میں ’’انڈواسکوپی‘‘ کہا جاتا ہے۔ اس کے لیے جو پائپ سنگل یوز (ایک بار استعمال) کے لیے ہوتا ہے اس میں پہلے سے چپچپاہٹ لانے کے لیے رطوبت یا جیلی لگی ہوتی ہے اور جو ملٹی یوز (متعدد بار استعمال) کے لیے ہوتا ہے اسے بھی لیس دار بنانے کے لیے ڈاکٹر عام طور سے کوئی نہ کوئی جیلی اس پر لگا دیتے ہیں۔

اندرونی معائنہ لیے پائپ ڈالنے سے پہلے اس کی گزرگاہ (مدخل) کو بے حس کر دیا جاتا ہے، پھر منہ کے راستے معدے میں پائپ داخل کیا جاتا ہے، اس پائپ کے اوپر اعضا میں بے حسی پیدا کرنے کے لیے زائیلوکن (xylocein) وغیرہ لکوڈ لگا دی جاتی ہے جو پائپ کے ساتھ حلق سے نیچے اتر جاتی ہے۔ اس پائپ کو ایک ٹی وی نما مشین سے جوڑ دیا جاتا ہے، پائپ میں ایک لائٹ بھی لگی ہوتی ہے؛ معدے کے اندر لائٹ روشن ہو جاتی ہے اور اندر کی پوری تصویر مشین کے اسکرین پر نظر آتی ہے، اگر کہیں کوئی دھندلا پن ہوتا ہے تو اسی پائپ کے ذریعہ لکوڈ بھی ڈالی جاتی ہے جس سے معدے کا

دھندلا پن دور ہو جاتا ہے اور اندر کی تصویر صاف صاف اسکرین پر نظر آنے لگتی ہے اس تفصیل کی روشنی میں انڈواسکوپی کا یہ حکم ہے کہ اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

بہار شریعت میں ہے:

کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی، اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا ورنہ جاتا رہا لیکن اگر وہ تر ہے اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا، یوں ہی اگر ڈورے میں بوٹی باندھ کر نگل لی، اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ باہر رہا اور جلد نکال لی کہ نگلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا، یا بوٹی کا حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری حصہ پنجم، ص:۹۸۶، مکتبۃ المدینہ)

سوال: روزے کی حالت میں آر سی ٹی کرانا، دانت اکھڑوانا، یا دانتوں کی اصلاح کرانا بلا کراہت صحیح ہے یا نہیں، یا مکروہ ہے یا مفسد صوم؟

جواب: دانت کا مریض اگر ممکن ہو تو رات کو آر سی کرائے، اکھڑوائے یا کسی اور طرح کی اصلاح کرائے، رمضان کے دنوں میں اس طرح کے علاج سے بچے، اس لیے کہ اگر خون یا دوا کا کچھ حصہ بھی حلق میں اتر گیا تو بلا شبہ اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا اگر احتیاط کرے کہ کوئی چیز حلق کے نیچے نہ جانے پائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، لیکن پھر بھی ایسا کرنا مکروہ ہوگا کہ جانے کا اندیشہ ضرور ہے نیز دوا کا مزہ محسوس ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانا مفسد صوم ہے یا نہیں؟

جواب: روزے کی حالت میں آکسیجن ماسک لگانا مفسد صوم ہے اس لیے کہ اس میں خارج سے جوف صائم میں ایسی مصنوعی آکسیجن کا بالقصد ادخال ہوتا ہے جس سے انسان کا بچنا ممکن ہے۔

(۱) اس میں بعض وہ ہیں جن سے کسی وقت صائم کا احتراز ممکن نہیں، جیسے ہوا۔

(۲) بعض وہ جن سے احیاناً (کبھی کبھار) تلبس (ملنا) ہر شخص کو ضرور، اور ان سے

تحرز (بچنا) کلی نامقدور، (مشکل) جیسے دخول غبار و دخان (دھواں) کہ کسی نہ کسی طرح انسان کو ان سے قرب کی حاجت ضروری ہے اور وہ اپنی حد ذات میں ممکن الاحتراز نہیں، آدمی کو کلام سے چارہ نہیں، اور کلام نہ بھی کرے تو بے تنفس کیوں کر گزرے، اور ہوا کہ ان کی حامل ہوتی ہے تمام فضا میں بھری اور متحرک رہتی، جا بجا لیے پھرتی ہے، آدمی منہ بند بھی رکھے تو یہ ناک کی راہ سے داخل ہو سکتے ہیں۔

(۳) اور بعض وہ جن سے ہمیشہ تحرز کر سکتا ہے اگر چہ نادراً، بعض اشخاص کو بعض حالات ایسے پیش آئیں کہ تلبس پر مجبور کریں، جیسے طعام و شراب، اور ان ہی میں دخان وغبار کا بالقصد ادخال کہ یہ تو اپنا فعل ہے انسان اس میں مجبور محض نہیں۔

شرع مطہر نے کہ حکیم و رحیم ہے جس طرح قسم اول کو مفطرات سے خارج فرمایا کہ اگر اسے ملحوظ رکھیں تو صوم ممتنع اور تکلیف روزہ تکلیف بالمحال ٹھہرے، اسی طرح قسم ثانی کو مطلقاً شمار مفطرات میں نہ رکھا، کہ اگر مفطر مانیں تو دو حال سے خالی نہیں، یا تو حکم فطر ہمیشہ ثابت رکھیں تو وہی تکلیف مالا یطاق ہوتی ہے یا وقت ضرورت باوصف حصول مفطر روزہ باقی جانیں تو بقاے شے مع انتفائے حقیقت یا اجتماع ذات ومنافی ذات لازم آئے اور یہ باطل ہے، ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ در بارہ حقائق ضرورت کار گر نہیں ہوتی ولہٰذا شرع مطہر سے ہر گز معہود نہیں کہ کسی شے کو بخصوصہ مفطر قرار دے کر بعض جگہ بنظر ضرورت حکم افطار ساقط فرمایا ہو، مثلاً کتب فقہیہ پر نظر ڈالے:

اولا: بیمار قریب مرگ ہو گیا مجبوراً ادوا پی، ضرورت کیسی شدید تھی جس نے روزہ توڑنا جائز کر دیا، مگر روزہ ٹوٹنے کا حکم مرتفع نہ ہوا۔

ثانیا: ظالم تلوار سر پر لیے کھڑا ہے کہ نہیں کھاتا تو قتل کر دے گا، کیسی سخت ضرورت ہے، حکم ہو گا کھا لے، مگر یہ نہ ہو گا کہ روزہ نہ جائے۔

ثالثا: مخمصہ والے مضطر کی ضرورت سے زیادہ کس کی ضرورت ہے، جس کے لیے

مردار سے مردار، حرام سے حرام میں اثم زائل اور بقدر حفظ رمق (جان بچانے کے لیے) تناول فرض ہوا، مگر یہ نہیں کہ یہ حالت بصورت صوم واقع ہو تو ضرورت کے لحاظ سے روزہ نہ ٹوٹے۔

رابعا: سوتا، مرا برابر ہوتا ہے النوم اخوالموت، سوتے کے پاس بچنے کا کیا حیلہ، احتراز کا کیا چارہ، مگر یہ ناممکن الاحترازی، بقاء صوم کا حکم نہ لائی، سوتے میں حلق میں کچھ چلا جائے گا تو روزے پر وہی فساد کا حکم آئے گا۔

غرض خادم فقہ کے نزدیک بدیہیات سے ہے کہ شرع مطہر کبھی کسی چیز کو مفطر مان کر ضرورت وعدم ضرورت کا فرق نہیں فرماتی، لحاظ ضرورت صرف اس قدر ہوتا ہے کہ افطار جائز بلکہ کبھی فرض ہو جائے، مگر مفطر مفطر نہ رہے یہ ناممکن۔ تو ثابت ہوا کہ اس اصل اجماعی عقل ونقل وقاعدہ شرعیہ آیہ " لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا " نے واجب کیا کہ قسم ثانی بھی راساً عداد مفطرات سے مہجور، اور مفطر شرعی صرف قسم ثالث میں محصور ہو۔

بحمدہ تعالیٰ اس تقریر منیر سے روشن ہوا کہ مفطر نہ ہونے کے لیے جس طرح قسم سوم کی ضرورت نادرہ کہ اتفاقاً بعض صائمین کو بعض احوال میں لاحق ہو جیسے مضطر و مکرہ و نائم و مریض کی مجبوری کافی نہیں ہو سکتی، یونہی قسم اول کی ضرورت دائمہ لازمہ غیر منفکہ بھی در کار نہیں، بلکہ صرف قسم دوم کی ضرورت عامہ فعلیہ بس ہے اور جب اس کی بنا پر وہ شے شمار مفطر سے خارج رہی تو اب تفصیل وتفریق اوقات و حالات ضرورت، نہیں کر سکتے ورنہ وہی استحالہ لازم آئے گا جسے ہم ابھی عقلاً ونقلاً باطل کر چکے"۔

(جلد چہارم، ص:۵۹۰، رضا اکیڈمی، ممبئی)

(یہ پوری بحث جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڈھ کے فقہی سیمینار کی روداد سے ماخوذ ہیں۔
جو ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور جنوری ۲۰۱۶ء میں شائع ہوئی ہے۔)

سترہواں سبق

زکاۃ کابیان

قرآن وحدیث کی روشنی میں

اللہ رب العزت کی حکمت کی تہہ تک پہنچنا انسانی بس کی بات نہیں وہ اپنے بندے کو کس حال میں رکھنا چاہتا ہے اور کس سے کس انداز میں امتحان لینا چاہتا ہے یہ اس کی مشیت پر منحصر ہے۔ مال ودولت کی فراوانی اور کمی بھی اس کی حکمت بالغہ ہی کا حصہ ہے۔اس پروردگار نے اپنے جن بندوں کو وافر مقدار میں مال ودولت سے سرفراز کیا ہے ان کے مالوں میں کچھ دوسرے بندوں کا بھی حق مقرر کیا ہے ۔شریعت کی اصطلاح میں اسی کو ''زکاۃ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

زکاۃ اسلام کے فرائض میں سے ایک فریضہ اور بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے۔

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

بُنِیَ الاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِاَنَّ لَا اِلٰہَ اِلا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃَ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃَ وَ الْحَجِ وَ صَوْمِ رَمْضَانَ ۔
(بخاری ومسلم)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں،نماز قائم کرنا،زکاۃ دینا،

بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان شریف کے روزے رکھنا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ ''زکاۃ'' بھی اسلام کی بنیادوں میں سے ایک ہے۔اسی لیے قرآن وحدیث میں متعدد مقامات پر مختلف انداز میں اس پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ مسلمان ان سے عبرت حاصل کریں اور اپنے مال کو راہ خدا میں خرچ کر کے اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرسکیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِمَّارَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ (پ۱،البقرہ،آیت۳)

ترجمہ:اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَ تُزَکِّیْھِمْ "۔(پ۱۱،التوبہ،آیت۱۰۳)

ترجمہ:اے محبوب!ان کے مال میں سے زکاۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکَاۃِ فَاعِلُوْنَ" ۔ (پ۱۸،المومنون،آیت۴)

ترجمہ:اور وہ کہ زکاۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔

وَ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ وَھُوَ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ۔
(پ۲۲،سبا،آیت۳۹)

ترجمہ:اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۔ (پ۴ ،ال عمران،آیت۹۲)

ترجمہ:تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچوگے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (پ۴،ال عمران آیت ۱۸۰)

ترجمہ: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ۔ (پ۱۰،التوبہ،۳۴۔۳۵)

اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں خوش خبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں، پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں، یہ ہیں وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔

زکاۃ احادیث کی روشنی میں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو سونے یا چاندی کے شرعی نصاب کا مالک ہو اور اس کا حق یعنی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے اس سونے اور چاندی کی سلیں بنائی جائیں گی اور انہیں آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر ان آتشیں سلوں سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ کو داغا جائے گا۔ اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائے گی تو پھر دوزخ کی آگ میں تپا کر داغا جائے گا اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ (مسلم ج۱ص۳۱۸،مشکوٰۃ ص۱۵۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو

خدائے تعالیٰ نے مال عطا کیا تو اس نے اس کی زکاۃ نہیں ادا کی تو اس کے اس مال کو قیامت کے دن گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر وہ سانپ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد حضور نے پ۴، رکوع ۹ کی آیت کریمہ "و لا یحسبن الذین۔الخ" تلاوت کی۔

اور جو لوگ بخل کرتے ہیں اس سے جو خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا کی تو انجام کار ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے۔ عنقریب وہ مال کہ جس میں بخل تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔ (بخاری ج۱ص۱۸۸۔مشکوٰۃ ص۱۵۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تمھارا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنے گا اس کا مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کو ڈھونڈتا پھرے گا یہاں تک کہ اس کو پالے گا اور اس کی انگلیوں کو لقمہ بنائے گا۔

(احمد۲،ص۷۰۶۔مشکوٰۃ ۱۰۷)

دو عورتیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن تھے آپ نے ان سے پوچھا کیا تم ان کی زکاۃ دیتی ہو انہوں نے عرض کی نہیں آپ نے ان سے فرمایا کہ تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ خدائے تعالیٰ تم لوگوں کو آگ کے دو کنگن پہنائے؟ انھوں نے عرض کیا نہیں! آپ نے فرمایا: تو پھر ان کی زکاۃ ادا کیا کرو۔

حضور ﷺ نے فرمایا زکاۃ کسی مال میں نہ ملے گی مگر اسے ہلاک کر دے گی۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا جو قوم زکاۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔

(طبرانی اوسط)

آقا ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ خشکی یا تری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکاۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔ (طبرانی اوسط)

آقا ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن تونگروں کے لیے محتاجوں کے ہاتھوں خرابی ہے محتاج عرض کریں گے ہمارے حقوق جو تو نے ان پر فرض کیے تھے انھوں نے ظلماً نہ دیے اللہ عزوجل فرمائے گا مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی تمہیں اپنا قرب عطا کروں گا اور انہیں دور رکھوں گا۔ (طبرانی)

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک پوری چاروں نہ بجالائے۔ نماز، زکاۃ، روزہ، رمضان اور حج بیت اللہ۔ (مسند احمد)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکاۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (طبرانی کبیر)

حضور ﷺ فرماتے ہیں صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت ہی بڑھائے گا اور جو اللہ کے لیے تواضع کرے اللہ اسے بلند فرمائے گا۔ (ترمذی)

حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ نہیں قبول فرماتا ہے مگر حلال کو تو اسے اللہ تعالی دست راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے مالک کے لیے پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے (بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ)

حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرو۔ (مسند احمد)

حضور ﷺ نے فرمایا زکاۃ اسلام کا پل ہے۔ (طبرانی اوسط کبیر)

حضور ﷺ فرماتے ہیں زکاۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دعا سے استعانت کرو۔ (ابوداؤد)

اٹھارہواں سبق

زکاۃ کے مسائل

مسئلہ : زکاۃ فرض ہے اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ : مباح کردینے سے زکاۃ ادا نہ ہوگی۔ مثلاً فقیر کو بہ نیت زکاۃ کھانا کھلا دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کردینا نہ پایا گیا ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی یونہی بہ نیت زکاۃ فقیر کو کپڑا دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔ (ردمختار)

مسئلہ : زکاۃ واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں۔

(۱) مسلمان ہونا۔ (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا۔ (۴) آزاد ہونا (۵) مال بقدر نصاب اس کی ملک میں ہونا۔ اگر نصاب سے کم ہے تو زکاۃ واجب نہیں۔ (۶) پورے طور پر اس کا مالک ہونا۔ (۷) نصاب کا دین سے فارغ ہونا۔ (۸) نصاب کا حاجت اصلیہ سے فارغ ہونا۔ (۹) مال نامی ہونا۔ (۱۰) سال گزرنا۔ سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے ۱۲ مہینے۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ص۱۰-۱۱)

مسئلہ : اگر دین ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے تو جب مال ملے گا سال ہائے گذشتہ کی بھی زکاۃ واجب ہوگی۔ (تنویر الابصار)

مسئلہ : زکاۃ دیتے وقت یا زکاۃ کے لیے مال نکالتے وقت نیت زکاۃ شرط ہے نیت کا یہ

معنی ہے کہ جب پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکاۃ ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ : سال بھر خیرات کرتا رہا اب نیت کرے کہ جو کچھ دیا ہے زکاۃ ہے تو ادا نہ ہوئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ : ایک شخص کو وکیل بنایا اسے دیتے وقت نیت زکاۃ نہ کی مگر جب وکیل نے فقیر کو دیا اس وقت مؤکل نے نیت کرلی ہوگئی۔ (عالمگیری)

مسئلہ : زکاۃ دینے کے لیے وکیل بنایا اور وکیل کو بہ نیت زکاۃ مال دیا مگر وکیل نے فقیر کو دیتے وقت نیت نہیں کی ادا ہوگئی۔ (درمختار)

مسئلہ : چند اوقاف کے متولی کو ایک کی آمدنی دوسری میں ملانا جائز نہیں۔ (خانیہ)

مسئلہ : اگر زکاۃ دینے والے نے اسے حکم نہیں دیا خود ہی اس کی طرف سے زکاۃ دے دی تو نہ ہوئی اگرچہ اب اس نے جائز کر دیا ہو۔ (ردالمختار)

مسئلہ : زکاۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکاۃ کہہ کر دے بلکہ صرف نیت زکاۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر قرض کہہ کر دے اور نیت زکاۃ کی ہو ادا ہوگئی۔ (عالمگیری)

یوں ہی نذر، ہدیہ، پان کھانے، بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی ادا ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکاۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے انہیں زکاۃ کا کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہٰذا زکاۃ کا لفظ نہ کہے۔ (بہارشریعت پنجم ص ۲۵)

مسئلہ : مالک نصاب پہلے سے چند سال کی بھی زکاۃ دے سکتا ہے۔ (عالمگیری)

لہٰذا مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا زکاۃ میں دیتا رہے ختم سال پر حساب کرے اگر زکاۃ پوری ہوگئی تو ٹھیک اور کچھ کمی ہو تو اب فوراً ادے دے تاخیر جائز نہیں نہ اس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کرکے بلکہ جو کچھ باقی ہے کل فوراً ادا کردے اور اگر زیادہ دے دیا ہے تو آنے والے سال کے حساب میں ڈال دے۔ (بہارشریعت پنجم ص ۲۵)

مسئلہ : اگر شک ہے کہ زکاۃ دی یا نہیں تو اب دے۔ (ردالمختار)

انیسواں سبق

اعتکاف کا بیان

رمضان المبارک کی ایک خاص عبادت اعتکاف بھی ہے یوں تو پورے سال آدمی جب بھی مسجد میں داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کرلے مگر رمضان المبارک میں خاص اہتمام کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کی لذت اور اس کا ثواب ہی کچھ اور ہے۔

اعتکاف قرآن کی روشنی میں:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ (پارہ۱، سورہ۲: آیت ۱۲۵)

اور ہم نے تاکید کی ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو کہ میرا گھر ستھرا کرو طواف کرنے والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے۔ (کنزالایمان)

نیز اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِى الْمَسٰجِدِ ۔ (پارہ۲، سورۂ بقرہ، آیت: ۱۸۷)

عورتوں سے مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کیے ہوئے ہو۔

پہلی آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اعتکاف صرف امت محمدیہ ﷺ ہی کے لیے عبادت نہیں بلکہ اس سے پہلی امتوں میں بھی یہ طریقۂ عبادت رائج تھا۔

اعتکاف احادیث کی روشنی میں ۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

انھیں سے مروی ہے: معتکف پر سنت یہ ہے کہ وہ مریض کی عیادت کو نہ جائے نہ جنازہ میں حاضر ہو نہ عورت کو ہاتھ لگائے نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ کسی حاجت کے لیے جائے مگر اس حاجت کے لیے جا سکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے معتکف کے بارے میں فرمایا وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اسے اس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اس نے نیکیاں ہی نیکیاں کی۔ (ابن ماجہ)

حضور ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کر لیا تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کیے۔ (بیہقی)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار ابد قرار ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اِعْتَکَفَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ (جامع صغیر، ۶۱۵)

جس شخص نے ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اعتکاف کیا اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے یکم رمضان سے تیس رمضان تک اعتکاف کرنے کے بعد فرمایا میں نے شب قدر کی تلاش کے لیے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر درمیانی عشرہ کا اعتکاف کیا پھر مجھے بتایا گیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے لہٰذا تم میں سے جو شخص میرے ساتھ اعتکاف کرنا چاہے کرے۔ (صحیح مسلم: ۵۹۴)

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ ۔مسجد میں اللہ کے لیے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کے لیے مسلمان، عاقل، اور جنابت وحیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہو اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے آزاد ہونا شرط نہیں۔ (عالمگیری، درالمختار)

مسئلہ ۔مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں، بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہو سکتا ہے، مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام ومؤذن مقرر ہوں۔ (درالمختار)

مسئلہ۔ عورت کو مسجد میں اعتکاف کی اجازت نہیں بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے ''**مسجد بیت**'' کہتے ہیں۔عورت کے لیے یہ بھی مستحب ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کر لے اور چاہیے کہ اس کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ ہے کہ اس جگہ کو چبوترہ کی طرح بلند کر لے مرد کو بھی چاہیے کہ وہ نوافل کے لیے گھر میں کوئی جگہ مقرر کر لے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ (ایضاً)

مسئلہ ۔اگر عورت نے گھر میں نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی البتہ اس وقت جب کہ اعتکاف کی نیت کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کر لے تو اس کا اعتکاف ہو جائے گا ۔ (درالمختار)

مسئلہ ۔اعتکاف واجب میں معتکف کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے اگر نکلا تو اعتکاف جاتا رہا اگر چہ بھول کر نکلا ہو۔اسی طرح اعتکاف سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔اسی طرح عورت نے ''**مسجد بیت**'' میں اعتکاف واجب یا مسنون کیا تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی اگر وہاں سے نکلی اگر چہ گھر ہی میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔ (عالمگیری۔درالمختار)

معتکف کو مسجد سے نکلنے کے عذر یہ ہیں۔ایک حاجت طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہو سکے۔جیسے پیشاب، پاخانہ، استنجا، وضو، اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل، مگر غسل و وضو میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہو سکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں وضو یا غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور اگر لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو وغیرہ کر سکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔اسی طرح اگر مسجد میں وضو و غسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اجازت نہیں۔ (درالمختار)

دوم، حاجت شرعی: مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا۔

مسئلہ: قضائے حاجت کو گیا تو طہارت کر کے فوراً چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر معتکف کے دو مکان ہیں ایک مسجد سے دور ہے اور دوسرا قریب تو قریب والے میں قضائے حاجت کو جائے۔

مسئلہ : اگر مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لیے نکلا تو اعتکاف فاسد ہو گیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ: معتکف مسجد ہی میں کھائے، پیئے اور سوئے۔ان کاموں کے لیے مسجد سے باہر ہو گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ (درمختار)

صحن، مسجد کا حصہ ہے لہٰذا معتکف کو صحن مسجد میں آنا جانا بیٹھے رہنا مطلقاً جائز ہے۔ مسجد کی چھت پر بھی آ جا سکتا ہے لیکن یہ اس وقت ہے کہ چھت پر جانے کا راستہ مسجد کے اندر سے ہو۔اگر اوپر جانے کے لیے سیڑھیاں احاطۂ مسجد سے باہر ہوں تو معتکف نہیں جا سکتا ہے۔اگر جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔یہ بھی یاد رہے کہ معتکف غیر معتکف دونوں کو مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنا مکروہ ہے یہ بے ادبی ہے۔ (فیضان سنت ص ۳۹۶)

بیسواں سبق

شب قدر کی فضیلت

شب قدر کا پس منظر:

تفسیر عزیزی میں ہے کہ ایک مرتبہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی امتوں اور اپنی امتوں کی عمروں کے فرق پر غور کیا تو ان کی طویل عمریں دیکھ کر آپ کا قلب مبارک رنجیدہ ہوا کہ ان کی عمروں کے اعتبار سے ان کی عبادتیں ہوں گی اور پھر ان کی عبادتوں کے اعتبار سے ان کا ثواب اور ان کے ثواب کے اعتبار سے ان کے مراتب۔مراتب کے اس فرق نے آپ کے قلب نازک کو سخت رنجیدہ کر دیا اس وقت رحمت باری جوش میں آئی اور ارشاد ہوا:

محبوب! آپ پریشان نہ ہوں۔آپ کی امت کو لیلة القدر کا تحفہ دیا جاتا ہے۔

(تفسیر عزیزی ج۴،۴،۴۳۴)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے جس نے اس رات میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ قیام کیا تو اس کے عمر بھر کے گذشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (صحیح بخاری/٦٦٠)

یہ اللہ رب العزت کا خاص کرم ہے اس نے ہم گناہ گاروں کو ایسی باعظمت رات سے سرفراز کیا۔اس ایک رات میں عبادت کرنے والے کو ہزار ماہ یعنی تراسی سال چار ماہ سے بھی زیادہ عبادت کا ثواب دیا جاتا ہے۔یہ تو ایک جانی ہوئی حقیقت ہے اور پروردگار نے اپنے فضل سے بندے کو کس قدر مالا مال فرماتا ہے اس سے اللہ عزوجل اور اس کے محبوب ہی بہتر واقف ہیں۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

تمھارے پاس ایک ایسا مہینہ آیا جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا تمام کی تمام بھلائی سے محروم رہ گیا۔ اوراس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہے۔ (سنن ابن ماجہ ۸۹۲/۲)

تفسیر صاوی میں ایک روایت تحریر کی گئی ہے کہ شب قدر میں سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتوں کی فوج حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ زمین پر اتر آتی ہے اوران کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں۔

ایک جھنڈا روضۂ انور پر، ایک جھنڈا بیت المقدس کی چھت پر، ایک جھنڈا کعبہ معظّمہ کی چھت پر، اورایک جھنڈا طور سینا پر لہراتے ہیں۔ پھر یہ فرشتے مسلمان کے گھروں میں تشریف لے جا کر ہر مومن مرد وعورت کو سلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں ''سلام (اللہ عزوجل کا صفاتی نام) تم پر'' سلامتی بھیجتا ہے مگر جن گھروں میں شرابی یا خنزیر کا گوشت کھانے والا یا بلا وجہ شرعی اپنی رشتہ داری کاٹ دینے والا رہتا ہوان گھروں میں یہ فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (تفسیر صادی ۶۴۰۱/۲)

شب قدر میں اترنے والے فرشتوں کی تعداد روئے زمین کی کنکریوں سے بھی زیادہ ہوتی ہیں، اور یہ سب سلام ورحمت لے کر نازل ہوتے ہیں۔ (تفسیر درمنثور ج، ۹۷۵/۸)

حضرت عبداللہ ابن عباس نے سرکار دو جہاں ﷺ سے روایت نقل کی کہ جب شب قدر آتی ہے تو اللہ عزوجل کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک سبز جھنڈا لیے فرشتوں کی بہت بڑی فوج کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اوراس سبز جھنڈے کو کعبہ معظّمہ پر لہرادیتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں جن میں سے دو بازو صرف اسی رات کھولتے ہیں وہ بازو مشرق ومغرب میں پھیل جاتے ہیں۔

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو حکم دیتے ہیں جو کوئی مسلمان آج رات قیام ،نماز یا ذکر میں مشغول ہے اس سے سلام ومصافحہ کرو۔ نیز ان کی دعاؤں پر آمین کہو۔ چناں چہ صبح تک یہی سلسلہ رہتا ہے صبح ہونے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو واپسی کا حکم صادر فرماتے ہیں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں:

اے جبرئیل اللہ عزوجل کے پیارے حبیب ﷺ کی امت کی حاجات کے بارے میں کیا کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے ان لوگوں پر خصوصی نظر کرم فرمائی اور چار قسم کے لوگوں کے علاوہ تمام لوگوں کو معاف فرمادیا۔ صحابۂ کرام نے عرض کی یارسول اللہ وہ چار قسم کے کون لوگ ہیں؟ ارشاد فرمایا (۱) عادی شرابی۔ (۲) والدین کا نافرمان۔ (۳) قطع رحمی کرنے والا۔ (۴) وہ لوگ جو آپس میں بغض وکینہ رکھتے ہیں اور آپس میں قطع تعلق کرنے والے ہیں۔

شب قدر میں کیا پڑھیں؟

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اگر میں شب قدر پالوں تو کیا پڑھوں؟ فرمایا: پڑھو!

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یَا کَرِیْمُ۔

اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے اور عفو ومحبت فرماتا ہے سو مجھے معاف فرمادے۔

نیز انہیں سے مروی ہے کہ میں نے پوچھا:

اگر میں لیلۃ القدر پالوں تو اللہ تعالیٰ سے کیا مانگوں؟ فرمایا اس سے عافیت کے سوا کچھ نہ مانگنا۔ اس میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کی طرف اشارہ فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَوَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدِّیْنِ وَ ا لدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ ۔

اے اللہ! میں تجھ سے عفو و عافیت اور دین و دنیا و آخرت میں معافات (بھلائی) مانگتا ہوں۔ (روح البیان مترجم، پارہ:۳۰، ص:۴۸۰)

اکیسواں سبق

روزہ اور جدید سائنس

جسم انسانی ایک حیاتیاتی مشین:(Biological Machine)جسم در حقیقت ایک مشین کی طرح ہے اسے ہم حیاتیاتی مشین کہہ سکتے ہیں۔کہ یہ حیاتیاتی مشین بھی اسی طرح کام کرتی ہے جس طرح دوسری مشینیں کام کرتی ہیں۔

انسانی مشین جسم کے تمام حصوں کو صحیح حالت میں رکھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے رہنے کے لیے توانائی استعمال کرتی ہے۔تاکہ اس کی کارکردگی میں کوئی فرق نہ آئے ۔اس مشین کو بھی سروسنگ اور اُوَرْ ہالنگ کی ضرورت پڑتی ہے۔تاکہ اس سے صحیح اعمال صادر ہوں اور ان اعمال کے اچھے اثرات جسم،اخلاق اور روح پر مرتب ہوں ۔اسی لیے اس مشین کے خالق نے روزہ فرض کیا تاکہ اس کا جسم پاک وصاف رہے اور اس کے اعمال پاک وصاف ہوں جس سے وہ اخلاقی اور نفسیاتی اور روحانی لحاظ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ سکے گا۔اور جس طرح موٹر کی روح رواں پٹرول ہے اسی طرح انسانی جسم کی روح رواں اس کی غذا ہے جو پٹرول کی طرح جل کر جسم کو توانائی دیتی ہے۔جس سے انسانی جسم نہ صرف کام کاج کرتا ہے بلکہ اس کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت بھی اجاگر ہوتی ہے۔روزہ ہمارے جسم میں موجود مختلف اعضا اور نظام ہائے جسم پر کیا اثرات مرتب کرتا ہے آیئے ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

مجموعی غذائیت میں اضافہ:

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ روزے سے جسم میں کوئی نقص یا کمزوری پیدا نہیں ہوتی کیوں کہ روزہ رکھنے سے دو خانوں کا درمیانی وقفہ ہی معمول سے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور درحقیقت 24 گھنٹوں میں مجموعی طور پر اتنے حرارے (Calories) اور جسم کو مائع (پانی) کی اتنی مقدار مل جاتی ہے جتنی روزہ کے علاوہ دنوں میں ملتی ہے۔مزید برآں یہ بھی ایک حقیقت اور مشاہدہ ہے کہ لوگ رمضان میں پروٹین اور کاربوہائیڈریٹ عام دنوں کے مقابلے میں زیادہ استعمال کرتے ہیں۔اس حقیقت کے پیش نظر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مجموعی غذائیت (حرارے) عام دنوں کے مقابلے میں جسم کو اکثر زیادہ تعداد میں ملتے ہیں اس کے علاوہ جسم فاضل مادوں کو بھی استعمال کر کے توانائی کی ضرورت پوری کرتا ہے۔

جسم کی قوت مدبرہ:

حقیقت یہ ہے کہ قدرتی علاج کی ہر صورت اس حقیقت پر مبنی ہے کہ قدرت کاملہ نے جسم کے اندر قوت مدبرہ پیدا کی ہے جسے آپ جسم کا دفاعی نظام بھی کہہ سکتے ہیں۔یہ قوت مدبرہ کسی خاص تدبیر کے بغیر ہر وقت قوتوں کی حفاظت پر مامور رہتی ہے۔قدرتی علاج کی صورت میں وہ تدابیر اختیار کرنی چاہیے جو قوت مدبرہ کو مدد دینے والی ہوں اور ان باتوں سے بچنا چاہیے جو اسے کمزور کردیں۔قوت مدبرہ کو مدد دینے والی تدبیروں میں سے ایک تدبیر کھانے پینے کا ترک کرنا ہے۔ترک غذا سے بدن کی وہ قوت جو غذا ہضم کرنے میں ہر وقت استعمال ہوتی رہتی تھی اب جمع ہونے لگتی ہے۔اور قوت مدبرہ کے ساتھ مل کر امراض کو بدن سے نکالنے میں مصروف ہوجاتی ہے۔اسی وجہ سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ روزہ میں شفا بخشی کی زبردست صلاحیت ہے۔

دل پر مثبت اثرات:

دن میں روزہ کے دوران خون کی مقدار میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔یہ اثر دل کو نہایت فائدہ مند آرام مہیا کرتا ہے۔زیادہ اہم بات یہ ہے کہ خلیوں کے درمیان (Inter Cellular) مائع کی مقدار میں کمی کی وجہ سے خلیوں کے عمل میں بڑی حد تک سکون پیدا ہوتا ہے۔لعاب دار جھلی کی بالائی سطح سے متعلق خلیے جنہیں (Epithelia) ''ایپی تھیلیل سیل'' کہتے ہیں۔اور جو جسم کی رطوبت کے متواتر اخراج کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان کو بھی صرف روزے کے ذریعے آرام اور سکون ملتا ہے۔جس سے ان کی صحتمندی میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح نسوں یعنی پٹھوں پر دباؤ کم ہوجاتا ہے۔پٹھوں پر یہ ڈائسٹا لک دباؤ (Diastolic) دل کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔روزے کے دوران ڈائسٹا لک پریشر ہمیشہ کم سطح پر ہوتا ہے یعنی اس وقت دل آرام (Rest) کی صورت میں ہوتا ہے۔مزید برآں آج کا انسان ماڈرن زندگی کے مخصوص حالات کی بدولت شدید تناؤ یا ہائپرٹینشن کا شکار رہتا ہے۔رمضان کے ایک ماہ کے روزے بطور خاص ڈائسٹا لک پریشر کو کم کر کے انسان کو بے پناہ فائدہ پہنچاتے ہیں۔روزے کا سب سے اہم اثر دوران خون، خون کی شریانوں پر مرتب ہوتا ہے۔خون کی شریانوں کی کمزوری اور فرسودگی کی اہم ترین وجوہات میں سے ایک اہم وجہ خون میں باقی ماندہ مادے (Ramnants) کا پوری طرح تحلیل نہ ہوسکنا ہے۔جب کہ روزے میں بطور خاص افطار کے وقت کے نزدیک خون میں موجود غذائیت کے تمام ذرے تحلیل ہوچکے ہوتے ہیں۔ان میں سے کچھ بھی باقی نہیں بچتا اس طرح خون کی شریانوں کی دیواروں پر چربی یا دیگر اجزا جم نہیں پاتے۔یوں شریانیں سکڑنے سے محفوظ رہتی ہیں۔چناں چہ موجودہ دور کی نہایت خطرناک بیماریوں میں سے ایک بیماری

شریانوں کے دیواروں کی سختی (Arteriosis) ہے۔جس سے بچنے کی بہترین تدبیر روزہ ہی ہے۔چوں کہ روزے کے دوران گردے جو نظام دوران خون ہی کا ایک حصہ سمجھے جاسکتے ہیں آرام کی حالت میں ہوتے ہیں اس لیے جسم کے ان اعضا کی قوت بھی روزے کی برکت سے بحال ہوجاتی ہے۔

دل کے دورے سے بچاؤ

دل کے دورے کے اسباب میں موٹاپا، مسلسل پریشانی، چربی کی زیادتی، ذیابیطس، بلڈ پریشر اور سگریٹ نوشی شامل ہیں۔ان تمام وجوہات کا خاتمہ کر کے انسان کو دل کے دورے سے محفوظ رکھتا ہے۔اسی طرح دل کے اکثر مریضوں کے لیے روزہ بہت فائدہ بخش ہے کہ عام دنوں دل کی طرف سے جسم کو مہیا کیے جانے والے خون کا دس فیصد غذا کو ہضم کرنے کے لیے اعضا جسم میں چلا جاتا ہے جب کہ روزہ کے دوران ترک غذا اور نظام انہضام کے عمل کی وجہ سے خون کی یہ مقدار جو غذا کو ہضم کرنے کے لیے استعمال ہوتی تھی اس کی مقدار کم ہوجاتی ہے۔اسی طرح دل کو تو بہت کم کام کرنا پڑتا ہے اور آرام بہت زیادہ۔

جسم اور دماغ میں ہم آہنگی:

اردن کے یونیورسیٹی ہاسپٹل کے ڈاکٹر سلیمان نے دوران رمضان 42 مرد اور 26 خواتین کا مشاہدہ کیا ان کا وزن اوسطاً دو کلو گرام کم ہوگیا۔تہران یونیورسیٹی کے ڈاکٹر عزیز کی ریسرچ کے مطابق رمضان کے دوران عام افراد میں 4 کلوگرام تک وزن میں کمی نوٹ کی گئی ہے۔

Slimming Centers میں جانے والوں میں عام مشاہدہ کیا گیا ہے کہ فاقوں (Dieting) کے بعد ان کا وزن دوبارہ بڑھ جاتا ہے۔بلکہ بعض لوگوں کا پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دماغ

کا حصہ جسے (Hypothalamus) کہتے ہیں۔انسان کے وزن کو کنٹرول کرتا ہے۔اگر کوئی فاقے کرتا ہےتو فاقوں کے بعد یہ حصہ تیزی سے عمل کرتا ہے۔اور وزن دوبارہ بڑھ جاتا ہے۔روزے کے دوران حیرت انگیز طور پر یہ حصہ تیزی سے کام نہیں کرتا کیوں کہ روزہ ایک روحانی عمل ہے۔جس میں جسم اور دماغ دونوں کی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔نتیجہ یہ ہے کہ وزن دوبارہ نہیں بڑھتا جب کہ غیر معمولی دبلے پتلے انسان بھی روزہ سے مدد لے سکتے ہیں۔شروع میں تو ان کا وزن کچھ اور کم ہوجائے گا لیکن جب وہ 30 دن کا دورانیہ ختم کرنے کے بعد معمول کے مطابق کھانا پینا شروع کردیں گے تو ان کا وزن پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جائے گا۔

تازہ خون بننا:

روزہ کے دوران جب خون میں غذائی مادے کم ترین سطح پر ہوتے ہیں تو ہڈیوں کا گودہ حرکت پذیر ہوجاتا ہے۔اس کے نتیجے میں لاغر لوگ روزہ رکھ کر آسانی سے اپنے اندر زیادہ خون پیدا کرسکتے ہیں۔روزے کے دوران جگر کو ضروری آرام مل جاتا ہے۔یہ ہڈی کے گودے کے لیے ضرورت کے مطابق اتنا مواد مہیا کردیتا ہے جس سے بآسانی اور زیادہ مقدار میں خون پیدا ہوسکے۔

خون کے خلیات:

خون میں سرخ ذرات کی تعداد زیادہ اور سفید ذرات کی تعداد کم پائی جاتی ہے۔ماہرین کے مطابق روزہ میں حرارت جسمانی گر جاتی ہے لیکن جب اصلی بھوک عود کر آتی ہے تو حرارت جسمانی اصلی حالت کی طرف مائل پائی جاتی ہے۔
اسی طرح جب روزہ کھولا جاتا ہے اور غذا استعمال ہوتی ہے تو حرارت جسمانی کسی قدر بڑھ جاتی ہے۔روزہ رکھنے کے بعد خون کا تصفیہ جاری ہوجاتا ہے قلت الدم (یمنیا) کی حالت میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ خون کے سرخ خلیات کی تعداد میں

ترقی ہوجاتی ہے۔ایک مشاہدہ کے مطابق صرف ۱۲ دن کے روزوں کے تسلسل کی وجہ سے خون کے خلیات کی تعداد ۵/لاکھ سے بڑھ کر ۳۲ لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔

پھیپھڑوں کی صفائی:

پھیپھڑے براہ راست خون کو صاف کرتے ہیں اور اس لیے ان پر براہ راست روزے کا اثر ہوتا ہے۔اگر پھیپھڑوں میں خون منجمد ہو تو روزے کی وجہ سے بہت جلد یہ شکایت دور ہوجاتی ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ ہوا کی نالیاں صاف ہوجاتی ہیں۔یاد رکھنا چاہیے کہ روزہ کی حالت میں پھیپھڑے فضلات کو بڑی تیزی کے ساتھ نکالتے ہیں۔اس سے خون اچھی طرح صاف ہونے لگتا ہے۔اور خون کی صفائی سے تمام نظام جسمانی میں صحت کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

روزہ اور شوگر کا مرض:

شوگر کے حوالے سے ڈاکٹر اقبال میڈیکل کالج کے پرنسپل پروفیسر محمود علی ملک کا کہنا ہے کہ جو مریض خوراک یا گولیوں سے علاج کررہے ہیں ان کے لیے اس مرض کا بہترین علاج خوراک کم لینا ہے۔روزہ اس کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔
اب مغربی ممالک میں ڈاکٹر علاج کے لیے فاقہ کا مشورہ دیتے ہیں۔اگر سحر وافطار کے وقت بے تحاشہ خوراک نہ کھائی جائے تو روزہ شوگر کے کنٹرول میں بے حد مؤثر ہے۔اب دن میں ایک مرتبہ کھانے والی ادویات موجود ہیں۔لہٰذا شوگر کے مریض بآسانی روزہ رکھ سکتے ہیں۔

روزہ اور کینسر کی روک تھام:

حال ہی میں کی گئی تحقیق کے نتیجے میں یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا ہے کہ روزہ کینسر کی روک تھام کرتا ہے۔یہ جسم میں کینسر کے خلیوں افزائش کو روکتا ہے۔روزے کی حالت میں گلوکوز کم ہوتا ہے اور جسم توانائی حاصل کرنے کے لیے چربی کا استعمال

کرتا ہے۔اس عمل میں Ketone Bodies بھی پیدا ہوتی ہے۔جو پروٹین کو چھوٹے ذرات میں تقسیم ہونے کے عمل کو روکتی ہے کینسر کے خلیوں کو اپنی نشو ونما کے لئے پروٹین کے چھوٹے ذرات کی ضرورت ہوتی ہے۔روزے کی حالت میں یہ ذرات کم پیدا ہوتے ہیں جس سے کینسر کی روک تھام ہوتی ہے۔

نفسیاتی امراض:

روزے کے فوائد خالص نفسیاتی نوعیت کے عارضوں میں بھی حاصل ہوتے ہیں۔اگر آپ نے کسی دن کھانے میں بداحتیاطی کی ہوتو آپ کو اس بات کا ضرور تجربہ ہوگا کہ خواب میں آپ کو پریشان کن چیزیں اور خوفناک مناظر نظر آتے ہیں۔کام کی طرف سے طبیعت اچاٹ ہونے لگتی ہے۔چنانچہ یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ روزہ نفسیاتی عوارض کو بھی دور کرتا ہے۔اوہام وافکار، ہسٹریا، مالیخولیا،اور مراق جو بدن کے سمی مادوں کی وجہ سے پیدا ہوں ان میں روزہ نہایت مفید ہیں۔ان امراض میں سے امراض غدود کو بھی روزہ دور کرتا ہے۔اور صحت بحال ہوتی ہے۔اسی طرح قولون کے مریضوں کو روزہ سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔اور الرجک کے بعض امراض میں بھی روزہ مفید ہے۔وہ دیوانگی جو خون میں زہریلے مواد مل جانے سے پیدا ہو روزہ سے دور ہوجاتی ہے۔کیوں کہ روزہ خون کو صاف کر دیتا ہے۔اور جسم سے زہریلے مادے کو خارج کرتا ہے۔اگر دماغ کو کوئی صدمہ پہنچے جس سے اس کے اعمال میں خلل واقع ہوتو روزہ نہایت ضروری ہے۔ایسی حالت میں اس وقت روزے رکھے جائیں جب تک دماغی حالت درست نہ ہوجائے۔اور حواس خمسہ صحیح طور سے کام نہ کرنے لگیں۔

روح کی غذا:

یہ ایک دلچسپ صورتحال ہے جسے مادہ پرست ذہن نہیں سمجھ سکتا۔جسم کی غذا لحمیات ،روغنیات ،حیاتین ،نشاستہ ،شکر وغیرہ پر مشتمل گوشت ،مچھلی ،انڈا،روٹی ، چاول،

دودھ، سبزی اور پھل وغیرہ کی شکل میں ہوتی ہے۔جس سے وہ اپنی ضرورت کے مطابق اور بعض اوقات زیادہ کھا کر زائد از ضرورت توانائی حاصل کرتا ہے۔اور پرورش پاتا ہے۔گویا جسم کی خوراک یہ سب کچھ کھانا ہے۔لیکن اس کے برعکس روح کی خوراک روزہ رکھنا یا بھوکا رہنا ہے۔گویا بھوکا رہنا روح کی غذا ہے۔بھوک کی مدت جتنی لمبی ہوتی ہے روح کے لیے اتنی ہی طاقت کا باعث بنتی ہے۔بظاہر یہ بڑی عجیب سی بات لگتی ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ بھوک روحانی اور نورانی خوراک ہے۔کیوں کہ مادی خوراک سے مادی قوت پیدا ہوتی ہے جو شہوانی نشہ اور خمار کی شکل میں رگ رگ میں دوڑ جاتی ہے اور انسان کو بندۂ ہوس بنا دیتی ہے۔وہ تسکین ہوس کے لیے ایسی بیہودہ تدبیریں سوچنے اور وحشیانہ حرکتیں کرنے لگتا ہے جو واہیات ،مکروہ اور اخلاق سوز ہی نہیں بلکہ خلاف انسانیت بھی ہوتی ہیں۔اس کے برعکس بھوک سے جسم نڈھال ہوجاتا ہے۔کوئی شہوت انگیز قوت جنم نہیں لیتی اور نہ ہی طبیعت پر کوئی خمار طاری ہوتا ہے۔جسم ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔اور اس پر کسل مندی اور تھکاوٹ طاری ہوجاتی ہے اس کے بعد گناہ کے لیے دل میں کوئی جذبہ اور امنگ نہیں رہتا یہی چیز روح کو تازگی اور توانائی بخشتی ہے۔اوراسے قوت کا پہاڑ اور عظمت کا آسمان بنا دیتی ہے۔

(تحریر: ایس، ایم نور، ماخوذ فیضان مخدوم اشرف ۱۰تا۱۲)

بائیسواں سبق

قرآن شریف کے متعلق چند باتیں

قرآن مقدس کتاب الٰہی ہے جس کے نزول کا مقصد انسانوں کی رہبری اور رہنمائی ہے۔جیسا کہ خود قرآن کا ارشاد گرامی ہے: ھُدًی لِّلنَّاسِ۔ (پارہ:۲،سورۂ بقرہ/۱۸۵)
اللہ عزوجل کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم اس کی حقانیت پر ایمان رکھتے ہیں اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے قرآن پاک کو کتاب الٰہی اور صحیفہ آسمانی تسلیم کرتے ہیں ۔لہٰذا آیئے اس کے بارے میں کچھ اہم اور بنیادی باتیں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

قرآن کریم کا نزول کیسے ہوا؟

قرآن، کلام الٰہی ہے وہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا تھا حضرت جبرئیل لوح محفوظ سے آسمان دنیا کے ''بیت العزت،، میں یکبارگی لائے اور ملائکہ نے لکھ کر پہلے آسمان میں پہنچایا جسے حسب ضرورت و مصلحت حضرت جبرئیل تھوڑا تھوڑا کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں تیئس سال پانچ مہینہ پانچ دن میں لے کر آئے۔آسمان دنیا سے سرکار دو جہاں ﷺ کی خدمت عالیہ میں جو سلسلہ شروع ہوا وہ ''شب قدر'' سے ہوا، جس کی تصدیق باری تعالیٰ کے اس قول سے ہوتی ہے:

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔ (پارہ:۳۰،سورۂ قدر/۱)

بے شک ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔

قرآن شریف طویل عرصہ میں مختلف انداز سے نازل ہوتا رہا۔کبھی مکمل سورت نازل ہوتی ،کبھی سورت کا کچھ حصہ اور کبھی ایک آیت یا دو آیت نازل ہوتیں۔اور روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ بیک وقت متعدد سورتوں کا نزول بھی ہوا ہے۔اس وقت رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ اس آیت کو فلاں آیت سے متصل کر دو، فلاں سورت میں لکھ دو۔ایسا نہیں تھا کہ سب کو ایک ساتھ جیسے چاہا جمع کر دیا بلکہ ان میں ترتیب اور تعلق کا خیال رکھا جاتا تھا یہی وہ ترتیب و تعلق ہے جس نے قرآن مقدس کو ایک حسین اور دلکش ترتیب کے ساتھ چمکتے ہوئے موتی کی طرح پرو دیا ہے۔اس گفتگو سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن شریف کی ترتیب خود آپ ﷺ کی بتائی ہوئی ہے۔ اسے صحیفۂ عثمانی یا صحابۂ کرام کی خیال آفرینی کہنا اور اس کی ترتیب وتزئین میں شکوک وشبہات پیدا کرنا کسی طرح جائز و درست نہیں۔

سورتیں بڑی چھوٹی کیوں؟

بعض سورتیں بہت لمبی ہیں اور بعض بہت چھوٹی ہوتی ہیں اس کی وجہ مضامین کا حجم اور پھیلاؤ ہے جن مقامات پر مضامین مختصر تھے سورت چھوٹی قرار پائی اور جہاں مضامین میں وسعت اور کثرت تھی وہاں وہ سورتیں لمبی قرار پائی ہیں۔کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ احکام کچھ ایسے بیان کیے گئے جنھیں چھوٹی سورتوں میں سمیٹ لیا گیا اور وہی احکام جب تفصیلاً بیان کیے گئے تو اس کے لیے سورت تفصیلی اور بڑی ہوگئی ہے۔ نیز اس ترتیب سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ سورتوں کی ترتیب خود ساختہ نہیں بلکہ توقیفی ہے یعنی جس طرح حضرت جبرئیل نے آپ سے کہا آپ نے اسی کے مطابق آیتوں کو مرتب کیا اور سورتوں کو اپنی جگہ لکھوا دیا۔ظاہر سی بات ہے کہ حضرت جبرئیل کا عرض کرنا

خود سے تو تھا نہیں باری تعالیٰ کا ہی حکم تھا۔اس سے یہ بات بھی اچھی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ یہ موجودہ قرآن منجانب اللہ ہے۔جیسے نازل ہوا ویسے کا ویسا ہی ہے۔اس سے معترضین قرآن کا یہ اعتراض ختم ہوگیا کہ قرآن میں تکرار کیوں ہے؟اب رہا کہ یہ سوال کہ پھر ایک ہی بات کئی جگہ کیوں بیان کی گئی ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن حکیم میں کئی چیز کا تذکرہ بعض مقامات پر اجمالاً ہے اور بعض دوسرے مقامات پر تفصیلاً اُسی اجمال و تفصیل کی وجہ سے تکرار کا احساس ہوتا ہے حالاں کہ اس کی جو افادیت ہے وہ ارباب نظر سے پوشیدہ نہیں۔انسانی طبیعتیں مختلف ہیں،بعض انسان چند جملوں میں بات سمجھ لیتے ہیں اور وہی بات بعض دوسروں کو سمجھانے کے لیے بہت طویل گفتگو کا سہارا لینا پڑتا ہے۔قرآن چوں کہ ساری انسانیت کے لیے ہے اور انسان میں ذہین بھی ہیں اور کند ذہن بھی اس لیے ہر طرح کے لوگوں کا خیال رکھتے ہوئے مختلف انداز میں قرآن کا نزول ہوا ہے۔

مکی اور مدنی سورتیں

قرآن کے نزول کا زمانہ تیئیس سالوں پر مشتمل ہے اس میں مکی اور مدنی دونوں ایام شامل ہیں اس لیے اس سلسلے میں قاعدہ یہ بنایا گیا کہ ہجرت سے پہلے جو سورتیں نازل ہوئی ہیں وہ مکی کہلاتی ہیں اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوئی ہیں وہ مدنی کہلاتی ہیں۔

سوال: قرآن مجید رات میں کیوں نازل ہوا؟

جواب: اکثر کرامات،نزول نفحات اور اسرار رات کو ہوئے،رات جنت کا پرتو ہے کیوں کہ محل استراحت ہے اور دن دوزخ کا نمونہ کیوں کہ اس میں طلب معاش اور تھکان ہے۔دن میں فراق ہے رات میں وصال ہے،رات کی عبادت دن کی عبادت سے افضل ہے اس لیے قرآن کے نزول کی شروعات رات سے ہوئی۔

سوال: قرآن شریف میں اعراب وغیرہ کب لگا اور کس نے لگایا؟

جواب: علامہ ابن جزی نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآن کے نقاط،اعراب،احزاب اور اعشار مقرر کیے جانے کے بارے میں مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔مثلاً قرآن کریم کے نقاط کے بارے میں تین اقوال بغیر کسی ترجیح کے نقل کر دیئے۔ایک تو یہ ہے کہ عبد الملک بن مروان کے حکم پر حجاج بن یوسف نے یہ کارنامہ سرانجام دیا اور یہ بھی کہا گیا کہ یحییٰ بن یعمر نے قرآن کریم پر نقاط مقرر کروائے اور تیسری رائے ابوالاسود الدولی کے بارے میں بھی پائی جاتی ہے۔

(التسہیل لعلوم التنزیل ج۱ص۴)

تیئسواں سبق

قرآن پاک کی تلاوت کے فضائل اور مسائل

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''جس شخص نے قران پاک پڑھا پھر یہ خیال کیا کہ کسی شخص کو اس سے افضل چیز عطا کی گئی ہے تو اس نے اس چیز کو چھوٹا قرار دیا جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا فرمائی''

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اگر قران پاک کسی چمڑے میں ہوتو اسے آگ نہیں پہنچتی۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

میری امت کی بہترین عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے۔

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ خوشبو بھی اچھی ہے اور مزہ بھی اچھا ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا وہ کھجور کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو نہیں مگر مزہ شیریں ہے اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا ہے وہ اندرائن ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہے اور مزہ کڑوا ہے اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ پھول کی مثل ہے کہ اس میں خوشبو ہے مگر مزہ کڑوا۔ (صحیح بخاری ومسلم)

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ کراماً کاتبین کے

ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس پر شاق ہے یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی تکلیف کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کے لیے دو اجر ہیں۔ (صحیح بخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جس کو قرآن نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول رکھا اسے میں اس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والوں کو دیتا ہوں اور کلام اللہ کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ویسی ہی ہے جیسی اللہ کی فضیلت اس کی مخلوق پر ہے۔ (ترمذی ودارمی)

قرآن پاک کی تلاوت کے کچھ ضروری مسائل

مسئلہ: ہر عاقل، بالغ، مسلمان مرد وعورت کے لیے قرآن کریم کا اتنا حصہ زبانی یاد کرنا جس سے نماز ہو جائے فرض عین ہے۔

ہر عاقل، بالغ، مسلمان مرد وعورت کے لیے سورۂ فاتحہ اور اس کے علاوہ قرآن کریم کی ایک بڑی یا اس کی کوئی تین چھوٹی آیتیں یا کوئی ایک چھوٹی سورت جیسے سورۂ عصر، سورۂ کوثر یا سورۂ اخلاص وغیرہ کو زبانی یاد کرنا واجب ہے، جس کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے نماز ادا ہو جائے۔

مسئلہ: قرآن پاک کو چھونے کے لیے باوضو ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ: تلاوت کی کیسٹ یا سی ڈی کو بے وضو چھو سکتے ہیں۔

مسئلہ: تلاوت سے پہلے مسواک، منجن، یا ٹوتھ پیسٹ سے منھ صاف کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی بغیر وضو قرآن پاک پڑھے تو کوئی حرج نہیں بشرطے کہ وہ چھوئے نہ کہ قرآن کریم کا بغیر وضو چھونا حرام ہے۔

مسئلہ: زبانی تلاوت کرتے ہوئے بھی باوضو ہونا مستحب ہے۔

مسئلہ: قرآن دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کیوں کہ اس میں زبان اور نظر دونوں کو عبادت کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

مسئلہ: تلاوت کے لیے کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں۔

مسئلہ: قرآن پاک کے ادب واحترام میں کپڑوں کا پاک ہونا اور خوشبو کا استعمال کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے۔

مسئلہ: تلاوت کے وقت کعبے کی طرف منہ کا ہونا ضروری نہیں البتہ قبلہ کی طرف منہ ہونے کا زیادہ ثواب ہے۔

مسئلہ: تلاوت شروع کرنے سے پہلے 'اعوذ باللہ اور بسم اللہ' پڑھنا دونوں سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: سال میں دو مرتبہ پورے قرآن پاک کی تلاوت اس طرح کرنا کہ دونوں مرتبہ پورا ہو جائے سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: جتنی بھی تلاوت کرنی ہو اس کے بیچ میں کسی اور کام میں مشغول نہ ہونا بہتر ہے۔

مسئلہ: قرآن کو پڑھ کر اس طرح بھلا دینا کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے یہ گناہ کبیرہ ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

جس نے قرآن پڑھ کر بھلا دیا تو وہ قیامت کے دن اللہ پاک کے سامنے اس حال میں آئے گا کہ اسے کوڑھ کی بیماری ہوگی۔

جن راتوں میں جاگ کر عبادت کرنا مستحب ہے ان راتوں میں نفل نماز پڑھنے سے قرآن پاک کی تلاوت کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے اور سب سے اچھا ثواب کا کام یہ

ہے کہ نفل نماز ہی میں قرآن پاک کی لمبی تلاوت کی جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ جن کے ذمے فرض نمازیں باقی ہیں وہ بجائے نفل، فرض ہی پڑھیں۔

مسئلہ: قرآن پاک کے کسی آیت کو موسیقی کے ساتھ گانا کفر ہے۔

کسی کافر کو اس امید پر قرآن پڑھانا یا اسے تحفہ میں دینا کہ وہ اسلام قبول کرلے گا یا اسے ہدایت کی توفیق ملے گی، درست ہے لیکن اگر وہ کافر قرآن پاک کو چھونا چاہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ غسل کرے۔

مسئلہ: عورتوں کا کسی اندھے غیر محرم سے قرآن پاک پڑھنے سے بہتر ہے کہ وہ کسی اور سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرے۔

مسئلہ: موجودہ دور میں قرآن پاک کی تعلیم پر معلم کا تنخواہ لینا تمام علما کے نزدیک جائز ہے۔

مگر تلاوت قرآن پر اجرت لینا درست نہیں۔ تعلیم قرآن پر تلاوت قرآن کو کچھ لوگ قیاس کر لیتے ہیں۔ البتہ تلاوت کروانے والے خود ہی کچھ دے دیں تو لینے میں حرج نہیں۔

چوبیسواں سبق

رمضان، جودوسخا کا مہینہ

رمضان المبارک کا مہینہ نیکیاں بٹورنے کا مہینہ ہے۔اس میں مختلف انداز سے نیکی اور بھلائی کے کام کیے جاتے ہیں۔یہ بات احادیث سے ثابت ہے کہ دوسرے مہینوں کے مقابلے اس میں ثواب کی اہمیت زیادہ ہوجاتی ہے۔اس مبارک مہینے میں صلہ رحمی ،اقربا پروری اور صدقہ و خیرات کے ذریعے بھی نیکیاں حاصل کی جاتی ہیں۔نبی کریم ﷺ یوں تو عام دنوں میں جودوسخا کے دریا بہایا ہی کرتے تھے۔مگر رمضان میں دریائے کرم میں اور زیادہ جوش آجایا کرتا تھا۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

اللہ کے رسول ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے مگر ماہ رمضان میں آپ ہر قسم کے خیر کے لیے تیز ہوا سے بھی زیادہ فیاض ہوجاتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس طرح تیز ہوا کا فیض عام ہوتا ہے اور اس کا فائدہ ہر چیز کو جلد مل جاتا ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ بھی تیزی کے ساتھ لوگوں کو فیض یاب فرماتے تھے۔ (مجالس رمضانیہ ص ۳۹)

''لطائف المعارف'' میں لکھا کہ نبی کریم ﷺ کی سخاوت وفیاضی کا دائرہ وسیع تھا۔آپ لوگوں کو مال سے بھی نوازتے تھے اور علم ومعرفت سے بھی فیض یاب کرتے تھے اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے اور اللہ کے دین کی نشر واشاعت کے لیے اپنی ساری توانائیاں صرف کرتے تھے۔بھوکوں کو کھانا کھلاتے،لوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے اور ان کی مختلف ضروریات پوری کرتے تھے۔(ایضاص ۳۹)

صدقہ وخیرات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آقا ﷺ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطفِئُی غَضَبَ الرَّبِّ وَ تَدْفَعُ مِیْتَةَ السُّوْءِ۔ (ترمذی ج۲ص۱۴۶)

بے شک صدقہ رب عزوجل کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے

اِنَّ الصَّدَقَةَ وَ صِلَةَ الرَّحِمِ یَزِیْدُ اللّٰهُ بِهِمَافِی اُلعُمَرَ وَ یَدْفَعُ بِهِمَا مِیْتَةَ السُّوْءِ وَ یَدْفَعُ بِهِمَا الْمَکْرُوْهَ وَ المَحْذُوْرَ۔ (مسند انس ابن مالک ج۳ص۳۹۸)

بے شک صدقہ اور صلۂ رحم ان دونوں سے اللہ تعالیٰ عمر بڑھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے اور مکروہ اور اندیشہ کو دور کرتا ہے۔

اگر کوئی بندہ چاہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اسے گناہوں سے پاک وصاف کردے تو اسے چاہیے کہ اس ماہ مبارک میں اللہ کا دیا ہوا مال کثرت سے خرچ کرے کہ اسی میں اس کے لیے بھلائی اور اضافہ ہے جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث ہے۔''مَانَقَصَتْ صَدَقَةَ مِنُ مَالٍ'' صدقہ سے کسی کے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ صدقہ وخیرات مال میں اضافہ اور برکت کا سبب ہے جیسا کہ قرآن شاہد ہے:

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰواوَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ۔ (پارہ۳،بقرہ۔آیت ۲۷۶)

اللہ رب العزت سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے۔

اسی قسم کی ایک حدیث پاک نقل کرتے ہوئے امام اہل سنت بیان فرماتے ہیں۔

اَحَبُّ الاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالیٰ بَعْدَ اُلفَرَائِضِ اِدْخَالُ السُّرُوْرِ عَلَی الْمُسْلِمِ۔ (المعجم الاوسط ۶/۳۷)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرائض کے بعد سب اعمال سے زیادہ پیارا عمل مسلمان کا جی خوش کرنا ہے۔

صدقہ خیرات لوگوں کا دل خوش کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اس لیے اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کی حاجتیں پوری کرکے اپنے نامۂ اعمال میں نیکیاں جمع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو اس کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین۔

پچیسواں سبق

حلال روزی کی اہمیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کی زندگی کا دار و مدار کھانے پینے پر ہے۔مگر نہ ہر کھانے کی چیز حلال ہے اور نہ ہر پینے کی چیز جائز۔ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے اسلام نے ہمیں کھانے پینے کے کچھ اصول اور قاعدے بتائے ہیں جن کی پابندی ضروری ہے۔اگر کوئی روزانہ کی زندگی میں اس کا خیال نہیں کرتا تو پھر اس کی دنیاوی اور اخروی دونوں زندگی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔اس تعلق سے اللہ رب العزت نے جو ہدایات بندوں کو عطا فرمائی ہیں ان میں سے کچھ بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پاک ہے، وہ پاک چیزوں کو قبول فرماتا ہے اور اس نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے رسولوں کو دیا ہے چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

يَاأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا۔ (پارہ۱۸،المومنون۔آیت۵۱)

اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔ (کنزالایمان)

اور دوسری آیت میں فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَارَزَقْنٰكُمْ۔ (پارہ۲،بقرہ۔آیت۱۷۲)

اے مومنو! ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔

پھر آپ نے ایسے آدمی کا تذکرہ فرمایا جو طویل سفر کے بعد بکھرے بالوں اور غبار آلود چہرے کے ساتھ آتا اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اے اللہ! اے اللہ! کہتا ہے حالاں کہ اس کا کھانا، پینا، لباس اور غذا سب حرام ہوتا ہے۔اس صورت میں اس کی دعا رب جلیل کیسے قبول فرمائے گا۔ (مسلم شریف)

طبرانی نے اسناد حسن سے روایت کی ہے: کہ رزق حلال تلاش کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے، طبرانی اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ فرائض نماز کے بعد رزق حلال طلب کرنا بھی فرض ہے۔ترمذی اور حاکم کی حدیث ہے کہ جس نے حلال کھایا، سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے وہ جنت میں جائے گا۔صحابۂ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ چیز تو آج آپ کی امت میں بہت ہے، آپ نے فرمایا میرے بعد کچھ وقت ایسے ہی ہوگا؟

احمد وغیرہ نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کی ہے۔جب تیرے اندر چار چیزیں ہوں تو دنیا کی کوتاہیاں تجھے نقصان نہیں دیں گی، امانت کی نگہبانی، راست گوئی، حسن خلق اور رزق حلال۔

طبرانی کی حدیث ہے: اس کے لیے خوش خبری ہے جس کا کسب عمدہ، باطن صحیح، ظاہر باعزت اور لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں، اسے خوش خبری جس نے علم کے ساتھ عمل کیا، زائد مال راہ خدا میں خرچ کیا اور غیر ضروری باتیں کرنے سے اجتناب کیا۔

اسی میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے سعد! حلال کا کھانا کھا تیری دعائیں قبول ہوں گی، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے جب آدمی اپنے پیٹ میں حرام کا لقمہ ڈالتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں ہوتی، جو بندہ حرام سے اپنا گوشت بڑھاتا ہے (جہنم کی آگ اس کے بہت قریب ہوتی ہے)

مسند بزاز میں روایت ہے کہ اس کا دین نہیں جس میں امانت نہیں اور نہ اس شخص کی زکاۃ ہے جس نے حرام کا مال پایا اور اس میں سے قمیض پہن لیا، اس کی نماز قبول نہیں ہوگی، جب تک کہ وہ اسے اتار نہیں دیتا کیوں کہ شان الٰہی اس چیز سے بلند و بالا ہے کہ وہ ایسے شخص کی نماز قبول کرے یا کوئی اور عمل قبول کرے کہ جس کے جسم پر حرام کا لباس ہو۔

احمد نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا جس شخص نے دس درہم کا کپڑا خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا، جب تک وہ کپڑا اس کے جسم پر رہتا ہے، اللہ تعالی اس کی نماز قبول نہیں فرماتا، پھر انھوں نے اپنے دونوں کانوں میں دو انگلیاں داخل کر کے فرمایا کہ اگر میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا تو یہ دونوں بہرے ہو جائیں۔

بیہقی کی روایت ہے کہ جس نے چوری کا مال خریدا حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ یہ چوری کا مال ہے تو وہ بھی اس کی رسوائی اور گناہ میں شریک ہوگا۔

حافظ المنذری نے قابل حسن اسناد یا موقوف سند کے ساتھ اور احمد نے بہ سند جید یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی رسی لے کر پہاڑ کی طرف نکل جائے اور لکڑیاں اکٹھی کر کے پیٹھ پر لاد کر لے آئے اور انہیں بیچ کر کھائے وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے منہ میں حرام کا لقمہ ڈالے۔

ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس نے حرام کا مال جمع کیا، پھر اسے صدقہ کر دیا تو اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا اور اس کا گناہ اسی پر رہے گا۔

طبرانی کی حدیث ہے کہ جس نے مال حرام حاصل کر کے اس سے کسی کو آزاد کیا اور

صلہ رحمی کی، یہ اس کے لیے ثواب کے بجائے گناہ کا کام ہے۔

احمد وغیرہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح تمہارے درمیان رزق تقسیم کر دیا ہے ایسے ہی عادات تقسیم کر دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو خواہ وہ دنیا کو اچھا سمجھتا ہو یا برا، دنیا دیتا ہے اور دین اسے دیتا ہے جو دین کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جسے دین دیتا ہے اسے محبوب رکھتا ہے، بخدا بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ زبان و دل اسلام نہ لائے اور اس کی زبان و دل سے لوگ سلامت نہ رہیں اور اس وقت تک بندہ مومن نہیں بنتا جب تک کہ اس کے ہم سائے اس کے کینے اور ظلم سے محفوظ نہ ہوں اور بندہ حرام کی کمائی سے جو کچھ حاصل کرتا ہے اس میں سے اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور نا ہی راہ خدا میں اس کو دینے سے اس کے مال میں برکت ہوتی ہے اور جو مال وہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ اس کے لیے جہنم کا سامان ہوتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ برائی سے برائیوں کو نہیں مٹاتا ہے بلکہ نیکیوں سے برائیوں کو مٹاتا ہے، بے شک خبیث چیز سے خبیث چیز نہیں مٹتی۔

ترمذی نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا جن کی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں جائیں گے، آپ نے فرمایا منہ اور شرمگاہ، اور ان چیزوں کے متعلق سوال کیا گیا جس کے سبب اکثر جنت میں جائیں گے، آپ نے فرمایا: خوف خدا اور حسن خلق۔

بیہقی کی حدیث ہے کہ دنیا سرسبز اور شیریں ہے، جس شخص نے اس میں حلال طریقہ سے مال کمایا اور اسے صحیح طور پر خرچ کیا، اللہ تعالیٰ اسے اس کا ثواب دے گا اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے اس میں ناجائز طریقوں سے مال کمایا اور ناجائز طریقوں سے اسے خرچ کیا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں بھیجے گا اور بہت سے لوگوں

کے لیے جو مال کی محبت میں اللہ اوراس کے رسول کو بھول جاتے ہیں قیامت کے دن جہنم ہوگا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيْرًا۔ (پارہ۱۵،اسرا۔آیت۹۷)

جب وہ بجھنے لگے گی ہم اس کی سوزش میں زیادتی کردیں گے۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو گوشت وخون حرام کے مال سے پیدا ہوا اس پر جنت حرام ہے اور جہنم اس کے زیادہ مستحق ہے۔

ترمذی سے روایت ہے کہ جو گوشت مال حرام سے پرورش پاتا ہے،آگ اس کے لیے زیادہ مناسب ہے۔ایک روایت میں ہے کہ جو گوشت ناجائز طریقوں سے حاصل کردہ چیزوں سے پرورش پائے،اس کے لیے آگ زیادہ مناسب ہے،ایک اور روایت میں بسند حسن نقل کیا گیا ہے کہ وہ جسم جنت میں نہیں جائے گا جس نے حرام مال سے غذا حاصل کیا ہو۔

ان احادیث سے مال حرام کی خباثت ظاہر ہوئی۔اور یہ بات بھی واضح ہوئی کہ مال حرام سے نہ صدقہ وخیرات قبول ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا نیک عمل۔لہٰذا نیکی کمانے اور محفوظ رکھنے کے لیے حلال کمائی ضروری ہے تاکہ انسان کی دنیا وآخرت کامیاب ہوسکے۔

چھبیسواں سبق

اسلام میں پڑوسیوں کے حقوق

رمضان المبارک کی رخصتی کے دن قریب سے قریب تر ہوتے جارہے ہیں۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں صحت وسلامتی کے ساتھ مکمل روزے رکھنے توفیق مرحمت فرمائی۔

حضرات گرامی !اسلام صرف روزہ نماز کی ادائیگی اور حج وزکاۃ کی ذمہ داری سے فارغ ہونے کا نام نہیں بلکہ ان فرائض کے ساتھ کچھ دوسرے اہم امور کی بجا آوری بھی ضروری ہے تاکہ انسان اسلام کی صحیح چاشنی اور مٹھاس سے لطف اندوز ہوسکے اور اپنے فرائض سے کماحقہٗ دست بردار ہوسکے۔اس لیے آج کی محفل میں رمضان کے توسط سے معاشرتی زندگی کے ایک اہم گوشے کی طرف آپ کی توجہ لے جانا چاہتا ہوں۔امید ہے کہ غور سے سنیں گے اور دل سے عمل کا پختہ ارادہ کریں گے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت از حد ضروری ہے ورنہ انسان حقوق العباد کی پامالی میں گرفتار ہوکر عذاب الٰہی کا مستحق قرار پائے گا۔معاشرتی زندگی میں ایک دوسرے کے پاس سکونت اختیار کرنے والے کو ہمسایہ یا پڑوسی کہا جاتا ہے۔

اسلام چوں کہ انسانوں کو پرامن،خوش گوار اور زندہ دل دیکھنا چاہتا ہے اس

لیے اس نے پڑوسیوں کے حقوق کو بڑے واضح اور صاف ستھرے انداز میں بیان فرمایا ہے، تاکہ لوگ ایک دوسرے کا خیال رکھیں، ایک دوسرے کی خوشی و مسرت میں شریک ہوں، ایک دوسرے کے دکھ تکلیف کو بانٹیں اور ایک دوسرے کے آرام و آسائش کا خیال رکھیں۔ انھیں حقوق و فرائض کو بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۂ نسا کی آیت ۳۶ میں ارشاد فرمایا:

اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسایہ اور دور کے ہمسایہ اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی اور غلام سے۔ بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا۔ (کنزالایمان)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے وراثت میں شریک کردیں گے۔

پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حسن سلوک کے تعلق سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ملاحظہ کیجیے:

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحِ الْخِزَاعِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤمِنُ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِہٖ ۔ (بخاری)

حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

ایک ایمان افروز قاعدہ:

عَنْ اَنَس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ

لَایُؤمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَایُحِبُّ لِنَفْسِہٖ ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بندہ اس وقت تک پورا مومن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے بھی اس چیز کو پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

اسلام کا یہ وہ روح پرور فرمان ہے جس نے نہ جانے کتنوں کی کایا پلٹ دی۔ نہ جانے کتنے دلوں میں اسلام کے پاکیزہ اصول کو جاں گزیں کردیا۔ نہ جانے کتنے افکار میں انقلاب پیدا کردیا۔ نہ جانے کتنی زندگیوں کو سعادت ابدی سے سرفراز کردیا۔ اسلام کے انقلاب آفریں دعوت میں جہاں دوسرے اسلامی بھائی شامل ہیں وہیں اس کے پڑوسی بھی شامل ہیں اگر پڑوسیوں کے ساتھ پسند و ناپسند کے یہ جذبات معاشرتی زندگی میں رائج ہوجائیں تو بہت سارے جھگڑے اور فساد سے نجات مل جائے۔

معاشرہ کو پرسکون اور شاہراہ ترقی پر گامزن رکھنے کے لیے پڑوسیوں کے حقوق کی رعایت کا درس دیتے ہوئے مدنی تاجدار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یُؤمِنُ وَ اللّٰہِ لَایُؤمِنُ وَ اللّٰہِ لَایُؤمِنُ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ اَلَّذِیْ لَایَامَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ ۔

(بخاری شریف)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں خدا کی قسم وہ مومن نہیں صحابہ نے عرض کیا کون یارسول اللہ! آپ نے فرمایا جس کی ایذا رسانی سے اس کا پڑوسی مامون نہ رہے۔

اس حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ نے نہایت پر جلال انداز میں پڑوسیوں کو تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث پاک کو اپنی نگاہ کے سامنے

رکھیں اور اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ آج عموماً ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی سے نالاں ہے۔کبھی نالی کو لے کر اور کبھی پانی کو لے کر۔کبھی بالکونی کو لے کر اور کبھی دروازہ کو لے کر اور کچھ لوگ تو اپنے پڑوسیوں پر رعب وداب ڈالنے کے چکر میں اس حد تک گزر جاتے ہیں کہ قتل وخوں ریزی اور کورٹ کچہری سے بھی باز نہیں آتے۔ حالاں کہ اس کا انجام سوائے ندامت وافسوس اور دنیا وآخرت کی بربادی کے اور کچھ نہیں۔

ایک پڑوسی دوسرے کے لیے آئینہ ہے: اسلام میں انسان کی اچھائی اور برائی کو جانچنے کے لیے پڑوسی کو مثل آئینہ بتایا گیا ہے۔اور بھلا کیوں نہ ہو کہ ایک پڑوسی کا دوسرے پڑوسی سے جتنا سابقہ پڑتا ہے دوسرے لوگوں کا اتنا نہیں پڑتا۔اس لیے کسی آدمی کی اچھائی یا برائی کو جاننے اور اس کی شخصیت کو پرکھنے کے لیے اس کے پڑوسی کی گواہی بہت اہمیت رکھتی ہے۔نبی کریم ﷺ نے اس تعلق سے ارشاد فرمایا۔

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْد قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ لِيْ اَنْ اَعْلَمُ اِذَااَحْسَنْتُ اَوْ اِذَا اَسَئاتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَمِعْتَ جِيْرَانَكَ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَحْسَنْتَ فَقَدْ اَحْسَنْتَ وَ اِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُوْلُوْنَ قَدْ اَسَاتَ فَقَدْ اَسَاتَ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے دریافت کیا، جیبی یارسول اللہ! مجھے اپنی اچھائی یا برائی کا علم کیسے حاصل ہوگا؟ نبی کریم ﷺ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا:

جب تم اپنے پڑوسی سے اچھا سنو تو سمجھ لو کہ تم نے اچھا کیا۔اور جب تم برا سنو تو سمجھ لو کہ تم نے برا کیا۔

گویا کہ آدمی کے اخلاق وکردار کی گواہی آدمی کی اپنی زبانی نہیں بلکہ اس کے

پڑوسیوں سے لی جائے۔اس حدیث پاک سے جہاں پڑوسی کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے وہیں اس کی ذمہ داری کا بھی اندازہ ہو رہا ہے کہ اگر کوئی کسی پڑوسی کے بارے میں دریافت کرے تو اس کے خلاف ہرگز ہرگز غلط بیانی سے کام نہ لے۔

پڑوسیوں کا خیال کرنا ہمارے اسلاف کا محبوب طریقہ رہا ہے۔اس سلسلے میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے۔

ہمسایہ موچی:

حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محلّہ میں ایک موچی رہتا تھا جو نہایت رنگین طبع اور خوش مزاج تھا۔اس کا معمول تھا کہ دن بھر محنت مزدوری کرتا۔شام کو بازار جا کر گوشت اور شراب مول لاتا، کچھ رات گئے دوست واحباب جمع ہوتے۔خود سیخ پر کباب لگاتا۔خود کھاتا۔یاروں کو کھلاتا۔خوب شراب کا دور چلتا اور مزے میں آکر شعر گاتا۔

اَضَاعُوْنِیْ وَ اَیَّ فَتًی اَضَاعُوْا   لِیَوْمِ کَرِیْهَةٍ وَ سِدَادِ ثَغْرٍ

لوگوں نے مجھے ہاتھ سے کھو دیا۔اور کیسے بڑے شخص کو کھویا۔جو لڑائی اور رخنہ بندی کے دن کام آتا۔

حضرت امام اعظم ذکر وشغل کی وجہ سے رات کو بہت کم سوتے تھے۔رات کو اس کی نغمہ سنجیاں سنتے اور کچھ تعرض نہ کرتے حالاں کہ اس سے آپ کو تکلیف ہوئی تھی۔ایک رات ایسا ہوا کہ شہر کا کوتوال ادھر آنکلا اور اس کو گرفتار کر کے لے گیا اور قید خانے میں بھیج دیا۔صبح کو امام صاحب نے دوستوں سے تذکرہ کیا کہ گذشتہ رات ہمارے ہمسایہ کی آواز نہیں آئی۔نہ معلوم کیا وجہ ہے! لوگوں نے رات کا تمام ماجرا بیان کر دیا کہ وہ غریب تو قید خانہ میں ہے۔آپ نے اسی وقت سواری طلب کی اور دربار کے کپڑے پہن کر دارالامارۃ کی طرف روانہ ہو گئے۔کوفہ کے گورنر کو لوگوں نے اطلاع

دی کہ امام اعظم ابو حنیفہ آپ سے ملنے آئے ہیں۔اس نے یہ سنتے ہی آپ کے استقبال کے لیے اپنے درباریوں کو بھیجا۔جب آپ کی سواری نزدیک آئی تو گورنر خود بھی تعظیم کے لیے اٹھا اور نہایت ادب واحترام سے لاکر بٹھایا اور عرض کیا:

آپ نے کیوں تکلیف فرمائی، مجھ کو بلا بھیجتے، میں خود حاضر ہو جاتا۔آپ نے فرمایا۔ ہمارے محلّہ میں ایک موچی رہتا تھا۔کوتوال نے اسے گرفتار کرلیا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ رہا کر دیا جائے۔گورنر نے اسی وقت حکم بھیجا اور وہ رہا کر دیا گیا۔امام صاحب جیسے گورنر سے رخصت ہوکر چلے تو وہ موچی بھی ہم رکاب ہو گیا۔امام صاحب نے اسے مخاطب ہوکر فرمایا۔کیوں ہم نے تم کو ضائع تو نہیں کیا؟ اس نے عرض کیا۔نہیں آپ نے حق ہمسائیگی خوب ادا کیا۔امام صاحب کے اس خلق ومروت کا اس کے دل پہ یہ اثر ہوا کہ اس نے عیش پرستی سے توبہ کی اور امام صاحب کے حلقۂ درس میں بیٹھنے لگا۔رفتہ رفتہ علم فقہ میں مہارت حاصل کی۔اور فقیہ کے لقب سے ممتاز ہوا۔

(سچی حکایات، حصہ دوم، ص ۳۴۵)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واقعہ میں ہم غلاموں کے لیے ایک عظیم درس اور سبق ہے کہ زمانہ کے اتنے بڑے امام اپنے ایک تکلیف پہنچانے والے معمولی درجے کے پڑوسی کا اتنا خیال رکھ رہے ہیں اور ادھر ہمارا حال یہ ہے کہ ہم معمولی معمولی باتوں پر اپنے پڑوسیوں سے مرنے مارنے پر اتارو ہو جاتے ہیں۔اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے ہمیں سبق سیکھتے ہوئے اپنے اخلاق وکردار کو اسلامی قانون کا ترجمان بنانا چاہیے۔

ستائیسواں سبق

جمعہ اور جمعۃ الوداع

ہائے افسوس! رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اپنی تمام تر عظمتوں اور برکتوں کے ساتھ آہستہ آہستہ ہم سے رخصت ہوتا جارہا ہے ماہ مقدس کی وہ گھڑیاں جو گنہ گاروں کے سیاہ کارناموں کو رحمت ومغفرت کے پانی سے دھل رہی تھیں بس اب جدا ہونے کو ہیں۔ایک مومن کا دل ان گھڑیوں کی آمد پر جتنا خوش تھا اب اس کی جدائی میں اسے کہیں زیادہ مغموم اور دکھی ہے۔رحمت وبرکت کا یہ مہینہ ایک قابل قدر اور فیاض وسخی مہمان کی طرح ہم پر سایہ فگن ہوا اور اب کچھ دنوں بعد رخصت ہو رہا ہے۔ جو یقیناً افسوس اور غم کا مقام ہے۔

اسلام میں جہاں انفرادی طور پر تزکیۂ نفس وروح کی طرف مائل کیا گیا ہے وہیں اجتماعی زندگی اور اجتماعی معاملات پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔اجتماعی زندگی کے اسی مقصود کو عملی جامہ پہنانے کے لیے باجماعت نماز، جمعہ، عیدین اور حج کا اہتمام کیا جاتا ہے تنہا نماز کے مقابلے میں جماعت سے نماز پڑھنے میں ستائیس گنا ثواب کی بشارت اسی اہمیت کے پیش نظر ہے (بخاری شریف ج۱،۳۳۲)

اجتماعی زندگی کو مستحکم بنانے کے لیے ہی ہفتہ میں ایک دن ''جمعہ'' کو خصوصی درجہ دیا گیا ہے۔جس کی اہمیت دل ودماغ میں راسخ کرنے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ

نے قرآن مجید میں پوری ایک سورہ نازل فرمائی جسے سورہ جمعہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔جس میں خاص نماز جمعہ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (پارہ۱۸۔الجمعہ۹)

ترجمہ:اے ایمان والو! جب نماز کے لیے جمعہ کے دن اذان دی جائے ،تو ذکر خدا کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تمھارے افضل دنوں سے جمعہ کا دن ہے ،اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انتقال کیا اور اسی میں نفخہ ہے (دوسری بار صور پھونکا جانا) اور اسی میں صعقہ ہے (پہلی بار صور پھونکا جانا) اس دن میں مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)) ہمارا درود کیوں کر پیش کیا جائے گا ،جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) انتقال فرما چکے ہوں گے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا کے جسم کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ (سنن نسائی،ص:۲۳۷)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ یہ دن مشہود ہے ،اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر جو درود پڑھے گا پیش کیا جائے گا۔ابو دردارضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی اور موت کے بعد؟ فرمایا: بے شک! اللہ (عزوجل) نے زمین پر انبیا کے جسم کو کھانا حرام کر دیا ہے،اللہ کا نبی زندہ ہے،روزی دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ،ج۲،ص:۲۹۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا اور وہ اللہ کے نزدیک عید اضحیٰ وعید الفطر سے بھی بڑا ہے،اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

(۲) اور اسی میں زمین پر انھیں اتارا۔

(۳) اور اسی میں انھیں وفات دی۔

(۴) اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ اسے دے گا، جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔

(۵) اور اسی دن قیامت قائم ہوگی ،کوئی فرشتہ مقرب وآسمان وزمین اور ہوا اور پہاڑ اور دریا ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ،ج۲،ص:۸)

ان احادیث مبارکہ سے جمعہ کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔جب پورے سال کے جمعہ کی یہ عظمت وفضیلت ہے تو رمضان تو بہر حال خصوصی بزرگی کا حامل مہینہ ہے اس لیے رمضان کے جمعوں کا خصوصی اہتمام کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سبھوں کو اس کے احترام کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

جمعۃ الوداع کی حقیقت:

اسی ماہ مبارک کے آخری جمعہ کو''جمعۃ الوداع'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ''جمعۃ الوداع'' کی اگر چہ شرعی اعتبار سے کوئی خاص اہمیت نہیں،لیکن چوں کہ یہ رمضان کے مہینہ کا آخری جمعہ ہے اب پھر دوبارہ اتنی اہمیت کا حامل مہینہ ملے یا نہ ملے

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا آدمی بلبلا ہے پانی کا

اس لیے خاص اہتمام کے ساتھ اسے ادا کیا جاتا ہے۔بہت سے ایسے لوگ جو پورے سال جمعہ میں بھی حاضر نہیں ہوتے وہ اپنی سیاہ کاریوں پر نادم وشرمندہ ہوکر

انعام الٰہی سے سرفراز ہونے کے لیے خاص طور سے اس دن آتے ہیں۔اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے جمعہ کی اجتماعی نماز کی برکت سے ایسے لوگوں کی ندامت وپشیمانی کوبھی بنظر استحسان ملاحظہ فرما کر اپنی رحمت بے کراں سے مالا مال دیتا ہے اس لیے اس جمعہ کا اہتمام کیا جاتا ہے

غلط فہمی کا ازالہ:

جمعۃ الوداع کے حوالے سے لوگوں کا ذہن یہ ہے کہ اس میں امام کے لیے خطبہ میں اَلْوِدَاعُ اَلْوِدَاعُ یَا شَھْرَ رَمْضَانُ کہنا ضروری ہے اگر بھولے سے کہیں امام صاحب خطبہ جمعہ میں اَلْوِدَاعُ اَلْوِدَاعُ یَا شَھْرَ رَمْضَانُ کہنا بھول جائیں تو بڑا ہنگامہ اور واویلا مچایا جاتا ہے۔ان لوگوں کی جانکاری کے لیے خاص طور سے عرض ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں اَلْوِدَاعُ اَلْوِدَاعُ یَا شَھْرَ رَمْضَانُ کہنا ضروری نہیں ہے اگر بھولے سے امام کبھی نہ پڑھ سکے اور خطبہ مکمل کردے تو بھی نماز بلا کراہت ہوجائے گی ۔اس پر کسی طرح کی چہ می گوئی اور اعتراض کی ضرورت نہیں۔اللہ رب العزت ہمیں دینی مسائل سیکھنے کا جذبہ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

اٹھائیسواں سبق

چاند دیکھنے کا بیان

اسلامی عبادات قمری تاریخ کے اعتبار سے انجام دی جاتی ہیں۔اس لیے اسلامی نقطۂ نظر سے چاند کا دیکھنا بہت ضروری ہے قرآن وحدیث میں اس کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ۔(پارہ۲،بقرہ،آیت۸۹)

اے محبوب! تم سے لوگ ہلال کے بارے میں سوال کرتے ہیں تم فرماؤ لوگوں کے کاموں اور حج کے اوقات معلوم کرنے کے لیے ہے۔ (کنز الایمان)

حدیث پاک میں آقا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: روزہ نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر ابر ہو تو تعداد پوری کرو۔ (بخاری ومسلم)

ایک دوسری حدیث میں آقا ﷺ فرماتے ہیں:

چاند دیکھ کر روزہ شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس پوری کرو۔ (مسلم شریف)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ایک اعرابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔فرمایا: تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں عرض کی ہاں۔تو

گواہی دیتا ہے محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اس نے کہا ہاں ارشاد فرمایا:

اے بلال لوگوں میں اعلان کر دو کل روزہ رکھیں۔ (ابوداؤد؛ترمذی؛نسائی؛ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگوں نے باہم چاند دیکھنا شروع کیا میں نے حضور کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے حضور ﷺ نے بھی دیکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد.داری)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ آقا ﷺ شعبان کا اتنا احترام فرمایا کرتے کہ اتنا کسی اور کا نہ فرماتے پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر ابر (بادل) ہوتا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔ (ابوداؤد)

ان احادیث مبارکہ سے پتہ چلا کہ سرکار ابد قرار ﷺ رمضان کا چاند دیکھنے کا اہتمام فرمایا کرتے اور شعبان اور رمضان کا تو خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔ کیوں کہ ان مہینوں کے چاند سے ایک بڑی عبادت کا تعلق ہے اس لیے اس کی شروعات کا بھی اہتمام فرماتے اور اختتام کا بھی۔

انھیں حقائق کے پیش نظر علماے کرام فرماتے ہیں کہ پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔ شعبان؛رمضان؛شوال؛ذی قعدہ؛ذی ذالحجہ۔ شعبان کا اس لیے کہ اگر ابر ہو تو تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذی قعدہ کا، ذی الحجہ کے لیے اور ذی الحجہ کا بقر عید کے لیے۔ (فتاوی رضویہ)

مسئلہ ۔ شعبان کی انتیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۔ جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری اسے ضروری نہیں کہ گواہ دریافت کرے کہ تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا۔ کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ) مگر جب کہ اس کا بیان مشتبہ ہو تو سوالات کر کے خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ عید کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔

انتیسواں سبق

صدقۂ فطر کے مسائل

رمضان المبارک کے مہینہ میں غیر دانستہ طور پر روزوں میں ہونے والی کمی کو دور کرنے نیز غریب مسلمانوں کو عید کی خوشی میں شریک کرنے کے لیے شریعت اسلامیہ نے ''صدقۂ فطر'' کا اہتمام کیا ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث میں اس تعلق سے احکام بیان کیے گئے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے واجب ٹھہرایا صدقۂ فطر کو غلام، آزاد، عورت، بچے، بوڑھے ہر مسلمان پر ایک صاع جو یا کھجور اور حکم فرمایا کہ نماز (عید) کے لیے نکلنے سے پہلے اس کو ادا کیا جائے۔

(بخاری ج ا ص ۲۰۴، مشکوۃ ص ۱۶۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رمضان کے آخر میں لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے روزوں کا صدقہ ادا کرو کیوں کہ حضور ﷺ نے اس صدقہ کو ہر مسلمان پر مقرر فرمایا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، ہر ایک کی طرف سے ایک صاع کھجور یا جو یا نصف صاع گیہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک صاع گیہوں دو آدمی کی طرف سے کافی ہے خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت خداے تعالیٰ اس کی بدولت تمہارے غنی کو پاک کرتا ہے اور فقیر کو اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا اس نے دیا۔

(ابوداؤد ج ا ص ۲۲۸، مشکوۃ ص ۱۶۰)

حضرت ابن عباس نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے صدقۂ فطر اس لیے مقرر فرمایا تاکہ لغو اور بے ہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہوئے اور دوسری طرف مساکین کی خوراک ہوجائے۔

مسئلہ ۔صدقۂ فطر واجب ہے عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کرلے۔ نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا نہ اب ادا کرنا قضا ہے۔ اب بھی ادا ہی ہے۔ اگرچہ مسنون قبل نماز عید ادا کرنا ہے۔

مسئلہ ۔صدقۂ فطر آدمی پر واجب ہے مال پر نہیں لہٰذا مر گیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر ورثہ بطور احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہوسکتا ہے۔

(جوہرہ نیرہ وغیرہا)

صدقۂ فطر کب واجب ہوتا ہے؟ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوجاتا ہے لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہوگیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہوگیا تو واجب نہ ہوا۔

(عالمگیری)

مسئلہ ۔صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کا نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ ہونے کی شرط نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۔صدقۂ فطر کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا بخلاف زکاۃ وعشر کے کہ یہ دونوں مال ہلاک ہوجانے سے ساقط ہوجاتے ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۔صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۔باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے یتیم پوتے پوتی کی طرف

سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ ۔عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ بغیر ان کی اجازت کے ادا کردیا تو ادا ہوگیا بشرطے کہ اولاد اس کی پرورش میں ہو ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اجازت ادا نہ ہوگا۔

(عالمگیری، ردالمحتار وغیرہا)

مسئلہ ۔ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ یوں ہی ایک مسکین کو چند آدمیوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے۔

(درمختار، ردالمحتار)

صدقۂ فطر کا مصرف: صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکاۃ کے ہیں۔

(ابوداؤد ج ا ص ۲۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۶۰، ابوداؤد ج ا ص ۲۲۷، مشکوٰۃ ص ۱۶۰، درمختار)

تیسواں سبق

عیدالفطر کے احکام

عیدالفطر خوشی ومسرت کا وہ عظیم الشان دن ہے جس میں پروردگار عالم اپنے اطاعت گزار بندوں کو انعام خسروانہ سے نوازتا ہے۔ بندہ ایک ماہ تک اس کے حکم کی بجا آوری میں لگا رہتا ہے کبھی سحری کھایا کبھی افطاری، کبھی تراویح کی نماز پڑھا کبھی روزہ رکھا اور کبھی تسبیح وتہلیل میں منہمک رہا اور جس طرح بھی بن پڑا بندہ اس کی بارگاہ میں اپنی بندگی اور عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا رہا، یہاں تک کہ رحمت باری جوش میں آئی اور اپنے ان وفا شعار بندوں کو انعام واکرام سے سرفراز کرنے کے لیے ایک مقام پر جمع ہونے کا حکم صادر کیا۔ اسی اجتماع، کا نام ''**عیدالفطر**'' ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ۔ (پارہ۲، سورۂ بقرہ ۱۸۵)

روزوں کی گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو کہ اس نے تمہیں ہدایت فرمائی۔

وہ اپنے بندوں کو انعام سے سرفراز بھی کرتا ہے اور اس پر خوشی کے اظہار کی دعوت بھی دیتا ہے جیسا کہ ارشاد گرامی ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا۔ (پارہ۱۱، سورۂ یونس ۵۸)

تم فرماؤ اللہ عزوجل کے فضل اور اس کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

رمضان المبارک میں اللہ عزوجل کی رحمت کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے سعید روحیں اس میں خوب نہاتی ہیں اور اپنے سیاہ اعمال نامہ کو منور ومجلی کرتی ہیں۔ اب رمضان کا مقدس مہینہ ختم ہوگیا شوال المکرّم کا چاند نظر آ گیا مگر اس کریم کے کرم کا دروازہ بند نہیں ہوا بلکہ عیدالفطر کی رات بھی بے پناہ نوازشوں سے مالا مال نظر آ رہی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے، حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

جب عیدالفطر کی مبارک رات آتی ہے تو اسے "اللیلتہ الجائزۃ "انعام کی رات'' کے نام سے پکارا جاتا ہے جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ عزوجل اپنے معصوم فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتا ہے چنانچہ وہ فرشتے زمین پر تشریف لاتے ہیں اور سب گلیوں اور چوراہوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس طرح ندا کرتے ہیں:

اے امت محمد ﷺ اس رب کریم اللہ عزوجل کی بارگاہ کی طرف چلو جو بہت ہی زیادہ عطا کرنے والا اور بڑے سے بڑا گناہ معاف فرمانے والا ہے۔ پھر اللہ عزوجل اپنے بندوں سے یوں مخاطب ہوتا ہے۔

اے میرے بندے کیا مانگتے ہو مانگو۔ میری عزت وجلال کی قسم آج کے اور اس (عید کے اجتماع) میں اپنی آخرت کے بارے میں جو کچھ سوال کرو گے وہ پورا کروں گا اور جو کچھ اپنے بارے میں مانگو گے اس میں تمھاری بھلائی کی طرف نظر فرماؤں گا۔ (وہ معاملہ کروں گا جو تمھارے لیے بہتر ہوگا) میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا لحاظ رکھو گے میں بھی تمھاری خطاؤں پر پردہ ڈالتا رہوں گا۔ میری عزت وجلال کی قسم، میں تمہیں محشر والوں میں رسوا نہ کروں گا، بس اپنے گھروں کی طرف مغفرت یافتہ لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں بھی تم سے راضی ہوگیا۔ (الترغیب والترھیب ۶۰۲)

سرکار دوجہاں ﷺ نے فرمایا:

جس نے عید (بقرعید) کی رات طلب ثواب کے لیے قیام کیا اس کا دل نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مرجائیں گے۔ (سنن ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور عید الضحٰی کو نہ کھاتے جب تک کہ نماز نہ پڑھتے اور بخاری کی روایت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ عید الفطر کے دن تشریف نہ لے جاتے جب تک چند کھجوریں نہ تناول فرمالیتے اور کھجوریں طاق ہوتیں۔

(ترمذی ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید کو ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے سے واپس ہوتے۔ (ترمذی)

انھیں سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوئی تو مسجد میں حضور نے عید کی نماز ادا کی۔ (ترمذی)

عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے عید کی نماز دو رکعت ادا کی اس سے پہلے نماز پڑھی نہ بعد میں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

میں نے حضور کے ساتھ عید کی نماز ادا کی ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ بارہا، نہ اذان ہوئی نہ اقامت۔ (مسلم)

مسئلہ ۔عیدین کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انہیں پر جن پر جمعہ واجب ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۔بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی ہے۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۔عید کے دن چند باتیں مسنون ہیں حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا، دھلا ہوا ہونا، انگوٹھی پہننا، خوشبو لگانا، صبح کی

نماز محلّہ کی مسجد میں پڑھنا، عیدگاہ جلد چلا جانا، نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا، عیدگاہ کو پیدل جانا، دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھا لینا، اگر کھجور نہ ہو تو کوئی میٹھی چیز کھانا۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: سواری پر جانے میں کوئی حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو۔اس کے لیے پیدل جانا افضل ہے۔ (جوہرہ عالمگیری)

مسئلہ ۔عیدگاہ کو نماز کے لیے جانا سنت ہے اگرچہ مسجد میں گنجائش ہو اور عیدگاہ میں منبر بنانے یا لیپانے میں کوئی حرج نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۔بعد نماز عید مصافحۂ و معانقہ کرنا جیسا عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اس میں اظہار مسرت ہے۔

تمت

رمضان کے چند اہم تاریخی واقعات

۱؍رمضان المبارک صحیفہ ابراہیم کا نزول۔

۱؍رمضان المبارک ۴۷۰ھ مطابق ۱۸؍مارچ ۱۰۷۸ء۔ پیدائش سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ کے بانی اور عالم اسلام کے روحانی پیشوا ہیں۔ ۹۱؍ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ بغداد شریف میں آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ کی کرامتیں مشہور اور فیض کا دریا آج بھی جاری وساری ہے۔

۳؍رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ وصال مفسر قرآن حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ ۳؍رمضان المبارک ۱۱ھ کو ۲۹؍سال کی عمر میں حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ ۲ھ یا ۳ھ میں تقریباً ۱۵؍ سال کی عمر میں آپ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا اس وقت مولائے کائنات کی عمر تقریباً اکیس سال تھی۔ آپ کی چھ اولادیں ہوئیں۔ حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت امام محسن، حضرت ام کلثوم، حضرت رقیہ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

چاروں مشہور آسمانی کتابیں رمضان المبارک ہی میں نازل ہوئیں۔ تفصیلات ملاحظہ ہوں۔

۶؍رمضان المبارک کو توریت شریف، سریانی زبان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اس میں ایک ہزار سورتیں تھیں اور ہر سورت میں ایک ہزار آیتیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

۹؍ وصال مشہور صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، مکہ معظمہ

۱۳؍ رمضان المبارک کو عبرانی زبان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۳؍ رمضان المبارک عرس مبارک حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ بغداد

۱۸؍ رمضان المبارک شہادت حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

۱۸؍ رمضان المبارک عرس بطل حریت شاہ رضا علی خاں بریلی شریف

۱۷؍رمضان المبارک، پیر کے دن غار حرا میں حضور ﷺ پر عربی زبان میں قرآن کا نزول شروع ہوا۔ یوں تو قرآن حکیم کا نزول لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف رمضان المبارک کی ۲۷؍ویں شب کو ہوا مگر دنیا میں حسب ضرورت ۲۳؍سال ۵؍مہینہ ۵؍ دن میں جو نزول ہوا اس کی ابتدا اسی تاریخ سے ہوئی۔

۱۸؍رمضان المبارک کو عبرانی زبان میں حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کا نزول ہوا۔ اس میں ایک سو پچاس سورتیں تھیں۔ (ابن کثیر)

۱۰؍رمضان المبارک وصال ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ آپ حضور ﷺ کی سب سے پہلی بیوی ہیں۔ نکاح کے وقت آپ کی عمر ۴۰؍سال اور حضور ﷺ کی عمر ۲۵؍سال تھی۔ جناب ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا، ۵۰۰؍سو درہم طلائی مہر قرار پایا۔ حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف حاصل ہوا۔ اسلام کے لیے آپ کی قربانیاں آب زر سے لکھی جاتی ہیں۔ آپ کا شمار مکہ کی بہت مالدار خاتون میں ہوتا تھا۔ سرکار کے دامن کرم سے وابستہ ہونے کے بعد اپنی ساری دولت سرکار کے قدموں پر نچھاور کردی، جسے اسلام کی اشاعت میں خرچ کیا گیا۔ آپ کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو چھ لڑکے لڑکیاں عطا فرمائیں۔ اعلان نبوت کے دس سال بعد تقریباً ۶۵؍سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا مکہ کے قبرستان حجون میں دفن ہوئیں۔

۷/رمضان المبارک ۲/ہجری جمعہ کے دن اسلام کی پہلی جنگ "بدر" کے مقام پر لڑی گئی مجاہدین اسلام تین سو تیرہ کی تعداد میں تھے جن کے پاس صرف ستر اونٹ اور تین گھوڑے تھے۔ اس کے برعکس کفار ایک ہزار سے زیادہ تعداد میں تھے جس میں ۳۰۰/سو گھوڑے اور ۷۰۰/سو اونٹ شامل تھے کفار ظاہری اعتبار سے ہر طرح سے لیس اور مسلح تھے جب کہ مسلمان ان کے مقابلے میں نہتھے تھے مگر اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہم کنار کیا۔ اس جنگ میں ۷۰/کفار مارے گئے جب کہ ۱۴/مسلمان شہادت کی دولت سے سرفراز ہوئے۔

۱۷/رمضان المبارک وصال ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ ازواج مطہرات میں آپ کا رتبہ بہت بلند ہے۔ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی ذہانت بہت مشہور تھی۔ ہجرت کے وقت آپ کی عمر صرف آٹھ سال تھی لیکن اس وقت بھی آپ جو چیزیں دیکھتیں یا سنتیں وہ بخوبی ذہن میں محفوظ ہو جاتیں۔ دینی مسائل کی ترویج میں آپ کا پایہ بہت بلند ہے۔ بڑے بڑے صحابہ کرام بوقت ضرورت آپ سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "ہم صحابیوں کو کوئی ایسی مشکل بات کبھی پیش نہیں آئی کہ جس کو ہم نے عائشہ سے پوچھا اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات ہم کو نہیں ملی۔ خواتین اسلام کی تربیت میں آپ نے بڑی محنت کی۔ سرسٹھ سال کی عمر میں ۱۷/رمضان المبارک ۵۸ھ مطابق ۱۳/۶۷۸ء وتر کی نماز کے بعد انتقال ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۲۰/رمضان المبارک: پیر کے دن مکہ معظمہ فتح ہوا۔

۲۱/رمضان المبارک: شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ علمی دنیا میں آپ کا نام بہت روشن و تابندہ اور صحابہ کرام میں بہت بلند مقام کے حامل تھے۔ آپ نے چوتھے خلیفہ کی حیثیت سے تین ماہ کم پانچ سال تک تخت خلافت پر جلوہ افروز رہے۔ عبدالرحمن بن ملجم کے ہاتھوں شہادت ہوئی۔ آپ کے علاقہ خلافت کا رقبہ ۲۲ لاکھ مربع میل پر مشتمل تھا۔

منظومات

علامہ سید اولاد رسول قدسی مصباحی، امریکہ

عالی جناب الحاج ماسٹر اشرف علی اشرف، جمشید پور

عالی جناب سید خادم رسول عینی، غازی آباد، یوپی

آمد رمضان

نتیجہ فکر: علامہ سیداولادرسول قدسیؔ، امریکہ

رحمتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
فرحتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
رب عالم کے دربار سے رزق کی
وسعتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
اس کے آنے سے مسجد کی رونق بڑھی
زینتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
جس کو دیکھو وہ لگتا ھے آسودہ حال
برکتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
نفل پڑھ کے ثواب آپ لیں فرض کا
نعمتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
فرض کا اجر ستر گنا لیجئے
کثرتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
اس سے اچھا نہ موقع ملے گا کبھی
جنتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
قدر اس کی کریں جس قدر ہوسکے
رفعتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
اپنے دامن میں روحانی تسکین کی
دولتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
فضل رب سے عبادات کی بے بہا
قیمتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
وقت افطار خالق کے فیضان کی
راحتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام

مژدہ الصوم لی کا سناتا ہوا
حکمتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
صرف پانی سہی پھر بھی سحری کرو
لذتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
سخت گرمی کے موسم میں روزوں کی یہ
لزتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
قرب رب دو عالم کی تحصیل کی
حسرتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
ہو تلاوت کلام مقدس کی خوب
چاہتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
وقت افطار خالق کے فیضان کی
فضل رب سے عبادات کی بے بہا
قیمتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
دل میں اوروں کی خاطر ہوں ہمدردیاں
الفتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
عشق شاہ دو عالم کے گلزار کی
نکہتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
اتباع شریعت میں اخلاص کی
نیتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام
اس میں نازل ہوا قدسیؔ قرآن پاک
عظمتیں لے کے آیا ہے ماہ صیام

سیداولادرسول قدسیؔ

نتیجہ فکر: عالی جناب الحاج ماسٹراشرف علی اشرف

رمضان کے روزے

انعام کرم لاتے ہیں رمضان کے روزے
فردوس میں لے جاتے ہیں رمضان کے روزے
یہ سارے گناہوں سے تمہیں پاک کریں گے
میرے نبی فرماتے ہیں رمضان کے روزے
بخشش کا مہینہ ہے یہ برکت کا مہینہ
کیا خوب یہ کہلاتے ہیں رمضان کے روزے
ہر نیک مرادیں تیری بر آئیں گی مومن
صائم سے یہ فرماتے ہیں رمضان کے روزے
اس ماہ میں ہوتی ہے سدا بارش رحمت
رحمت میں جو نہلاتے ہیں رمضان کے روزے
قرآن کے حافظ جو ہیں وہ اپنی زباں سے
قرآن بھی سنواتے ہیں رمضان کے روزے
ہر سمت بہاریں ہیں اس ماہ میں اشرفؔ
خشبوؤں سے مہکاتے ہیں رمضا ن کے روزے

آمد رمضان کی مناسبت سے

ماہ رمضاں چلا

سب کا دل توڑ کہ ہم سے منہ موڑ کہ ماہ رمضاں چلا
دے کے آہ و فغاں کر کے غم کا سماں اپنا مہماں چلا
سحری افطار کی لذتیں لے چلا
رب نے بخشی تھی جو نعمتیں لے چلا
الوداع الوداع کہہ کے اب باخدا روح ایماں چلا
یہ مساجد کے منبر وہ مینار سب
فرقت ماہ رمضاں میں روتے ہیں سب
مقتدی اور مؤذن اماموں کو سب کر کے گریاں چلا
اس کی اک اک گھڑی سب عبادت کی تھی
ہر صفت اس کی بے شک شفاعت کی تھی
رب کی قسم کر کے ہم پہ کرم یہ مہرباں چلا
تیس روزے تلاوت تراویح لیے
روزِ محشر کا اب لے کے بخشش کا سب دیکھو ساماں چلا
ہر مہینوں سے اشرفؔ مہینہ تھا یہ
رحمتوں برکتوں کا خزینہ تھا یہ
دیکے داغ الم یہ خدا کی قسم کر کے حیراں چلا

الوداع رمضان کی مناسبت

نتیجہ فکر: سید اولاد رسول قدسی مصباحی، نیویارک، امریکہ

خاتون جنت حضرت فاطمہ سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

شریعت کی زینت ہیں خاتون جنت
شہ دیں کی راحت ہیں خاتون جنت
شہادت یہ دیتی ہے سجدوں کی کثرت
کہ جانِ عبادت ہیں خاتون جنت
ہے نسلِ نبی ان سے جاری و ساری
بنائے سیادت ہیں خاتون جنت
کہا ''بضعۃ منی'' آقا نے ان کو
یوں صد رشکِ قسمت ہیں خاتون جنت
نمازیں نہ چھوٹیں کبھی زندگی بھر
یوں زہرائے سیرت ہیں خاتون جنت
حدیث نبی''لم تحض'' قدسی شاہد
سزاوارِ مدحت ہیں خاتون جنت

۳ر رمضان یوم وصال کی مناسبت سے

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بہار باغ فضیلت خدیجۃ الکبریٰ
قرار شاہ رسالت خدیجۃ الکبریٰ
ہوئیں وہ داخل اسلام قبل جملہ نسا
ہیں ایسی نورسعادت خدیجۃ الکبریٰ
عرب میں شہرہ رہاان کی پاکبازی کا
ہیں ایسی کعبۂ سیرت خدیجۃ الکبریٰ
نبی کی شانہ بہ شانہ رہیں بوقت ستم
فصیل حق وصداقت خدیجۃ الکبریٰ
کھلایا جنتی انگور مصطفیٰ نے انہیں
نوید گلشن جنت خدیجۃ الکبریٰ
لٹا یا قدسی شہ دیں پہ سارا سرمایہ
ہیں عرش جودوسخاوت خدیجۃ الکبریٰ

۱۰ر رمضان یوم وصال کی مناسبت سے

نتیجہ فکر: سید خادم رسول عینی، مقیم حال غازی آباد، یوپی

خاتون جنت حضرت فاطمہ سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یوں علالت کی اکسیر ہیں فاطمہ
خواب راحت کی تعبیر ہیں فاطمہ
تربیت خوب کی اپنے حسنین کی
ان شہیدوں کی تعمیر ہیں فاطمہ
صبر کی جس میں تعلیم خالق نے دی
ایسی آیت کی تفسیر ہیں فاطمہ
ان کی قسمت ثریا سے بھی ہے بلند
نور باری کی تصویر ہیں فاطمہ
نام لیتے ہی ان کا چھٹیں ظلمتیں
قلب تیرہ کی تنویر ہیں فاطمہ
انکی پاکیزگی کا ہے قرآں گواہ
عینی یوں نور تطہیر ہیں فاطمہ

۳ر رمضان یوم وصال کی مناسبت سے

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نثارِ ذاتِ پیمبر خدیجۃ الکبریٰ
پسندِ مالکِ کوثر خدیجۃ الکبریٰ
رسول پاک پہ ایمان لائیں پہلے وہ
فدائے شاہ پیمبر خدیجہ الکبریٰ
صحابیات کا درجہ بہت نرالا ہے
مگر سبھوں سے ہیں برتر خدیجہ الکبریٰ'
'ادا کیا ہے ہر اک حق زوجیت جس نے
وہ مومنوں کی ہے مادر خدیجہ الکبریٰ '
تمہاری یاد میں بعد وصال بھی آقا
ملول رہتے تھے اکثر خدیجہ الکبریٰ '
فروغِ دیں کے سفر میں ہمیشہ اے عینی
رہیں شریکِ پیمبر خدیجۃ الکبریٰ

۱۰ر رمضان یوم وصال کی مناسبت سے

نتیجۂ فکر: سیداولادرسول قدسی مصباحی، نیویارک، امریکہ

اصحاب بدر

ہیں صحابہ میں ذیشان اصحاب بدر
دین و ملت پہ قربان اصحاب بدر
اعملوا ہے حدیث شہ دیں گواہ
نور تقدیر غفران اصحاب بدر
ان سے قائم ہے عشق نبی کا وقار
جاں نثاری کے عنوان اصحاب بدر
رب کی تائید و نصرت ہے روشن دلیل
تابش یوم فرقان اصحاب بدر
رب کی مدح وستائش کی بانہوں میں ہیں
اب بھی مذکور قرآن اصحاب بدر
شاہد عدل ہے کاروان ملک
حامل عظمت شان اصحاب بدر
کہہ رہاہے 'لکم آیة" قول رب
راہ حق کے نگہبان اصحاب بدر
"اقتدیتم" ہے ارشاد شاہ زمن
ہیں ہدایت کی میزان اصحاب بدر
قدسی "انتم اذلہ" کا اعلان ہے
مشک اظہار احسان اصحاب بدر

اسلام کی پہلی جنگ کی مناسبت سے

عظمت قرآن

ہم سب کا پاسبان ہے قرآن مقدس
سر چشمۂ فیضان ہے قرآن مقدس
رحمان کا فرمان ہے قرآن مقدس
ہو صبح و مسا اس کی تلاوت سے زباں تر
تسکین کا سامان ہے قرآن مقدس
جاں دے کے بھی کرنا ہے اس کی حفاظت
سرمایۂ ایمان ہے قرآن مقدس
ہے کس میں یہ جرأت کہ کرے اس سے ہمیں دور
اسلام کی پہچان ہے قرآن مقدس
معجز تھا ہے معجز یہ رہے گا سدا معجز
یوں حق کا یہ برہان ہے قرآن مقدس
ہر حرف سے بہتا ہے ثوابوں کا سمندر
فیاضیٔ رحمان ہے قرآن مقدس
اے کاش کرے روز قیامت پہ شفاعت
ہرقلب کا ارمان ہے قرآن مقدس
تنزیل ہوئی سرور کونین پہ اس کی
انوار کا عنوان ہے قرآن مقدس
خودکٹ کے ہی گرجائیں گے باطل سبھی قدسیؔ
ہم سب کا نگہبان ہے قرآن مقدس

شب قدر میں نزول قرآن کی مناسبت سے

نتیجۂ فکر: سیداولادرسول قدسی مصباحی، نیویارک، امریکہ

فتح مکہ

رب کونین کا انعام ہے فتح مکہ
شان حق باعث اکرام ہے فتح مکہ
ہو گیا کفر و ضلالت کا صفایا یکسر
حق کی رفعت کا دروبام ہے فتح مکہ
یوں کہا حضرت ہندہ سے ابو سفیان نے
جلوۂ شوکت اسلام ہے فتح مکہ
بول اٹھا دامن اسلام آتے ہی عرب
بالیقین قاتل اوھام ہے فتح مکہ
ہے حدیث آج بھی انتم طلقا نور دلیل
حسن اخلاق کا گلفام ہے فتح مکہ
کعبہ خود بول پڑا دیکھ کے تسکین نبی
بے بدل فائق ایام ہے فتح مکہ
قدسی تاریخ کے اوراق ہیں شاہداب بھی
عزم وہمت کی حسین شام ہے فتح مکہ

۲۰ ررمضان کو یوم شہادت کی مناسبت سے

فاتح خیبر

نگاہ ناز شریعت ہیں فاتح خیبر
پناہ اہل طریقت ہیں فاتح خیبر
ہے معرفت کا گلستان مشکبار ان سے
تجلیات حقیقت ہیں فاتح خیبر
یہ کہہ رہی ہے مرحب کی شرمناک شکست
قرار قلب شجاعت ہیں فاتح خیبر
یہ واشگاف ہوا ''ان تکون منی ''سے
قریب شاہ رسالت ہیں فاتح خیبر
ہے ''من احب علیاً'' سے ظاہر وباہر
ادائے حق محبت ہیں فاتح خیبر
نبی نے ''انت اخی'' کہہ کے کردیا واضح
کمال رشک ''اخوت'' ہیں فاتح خیبر
در علی ہے سبھی اولیا کا مرجع نور
یوں منتہائے ولایت ہیں فاتح خیبر
کبھی نہ ہونا جدا ان کے در سے تم قدسی
رضائے رب کی ضمانت ہیں فاتح خیبر

۲۱ ررمضان کو یوم شہادت کی مناسبت سے

نتیجۂ فکر

علامہ قدسی، مصباحی، امریکہ

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی

غریق رحمت باری ہیں مفتی احمد یا ر
نبی کی فضل نگاہی ہیں مفتی احمد یار
علوم عقلیہ و نقلیہ کے ہیں ماہر
محاذ حق کے سپاہی ہیں مفتی احمد یار
کتاب رب کی تفسیر ان کی اب بھی ہے گواہ
ہماری حاجت دینی ہیں مفتی احمد یار
سنان دین ہے تصنیف ان کی ''جاء الحق''
سبیل خلد کے داعی ہیں مفتی احمد یار
عطاے صدر افاضل ہیں ان پہ خاص ایسی
رضاے رب کے فدائی ہیں مفتی احمد یار
تڑپ ہے عشق شہ دو جہاں کی یوں دل میں
جمال رنگ بلالی ہیں مفتی احمد یار
زمانہ آج بھی ان کا ہے مدح خواں قدسی
قبولیت کی نشانی ہے مفتی احمد یار

نتیجۂ فکر

عالی جناب سید خادم رسول عینی

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی

کتاب رب کے مفسر جناب احمد یار
عظیم تر ہیں مناظر جناب احمد یار
جہاں کو ان کی تصانیف سے ملی قوت
علوم دیں میں ہیں ماہر جناب احمد یار
پڑھی جو سیرت اقدس تو دل یہ کہہ اٹھا
بڑے ہیں صابر و شاکر جناب احمد یار
ہمیشہ لب پہ درودوں کی ڈالیاں رہتیں
تھے ایسے ذاکر و طاہر جناب احمد یار
ہے شاہکار کتاب ان کی عینی جاء الحق
بہت عظیم محرر جناب احمد یار

۳؍رمضان المبارک کو عرس کی مناسبت سے۔

گذارش

قارئین کرام سے گذارش ہے

مولانا **محمد امیرالدین** مصباحی کولکاتا کی اہلیہ محترمہ جنن **فاطمہ خاتون**
مولانا **سہیل رضا** خان خلیفہ حضور تاج الشریعہ کے والد محترم حاجی **آفاق احمد خاں**
،نینا گھاٹ ،دربھنگہ جناب **محمد کلام انصاری** کے دادا دادی **عبد الجبار و نبودن خاتون**،
نیپال نیز فقیر کے والد محترم جناب **محمد الیاس رضوی** صاحب و سسر حضرت **مولانا**
محمد انصار احمد رضوی کے لیے خصوصی دعا فرما دیں۔ اللہ رب العزت ان حضرات کو
کروٹ کروٹ سکون اور پل پل راحت و آرام عطا فرمائے ساتھ ہی تمام مومنین
ومومنات کی مغفرت فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

दुआ-ए-मगफिरत की गुजारिश

जनाब हाजी हिदायत खाँ शेख
जनाब शेरू खाँ शेख
मुहतरमा बशीरा W/O जहाँगीर खाँ
मुहतरमा हलीमा खातुन W/O हुसैन खाँ
हाफिज मों युनुस शेख व तमाम मर्हूमीन शेख
परीवार करमीसर, बीकानेर (राज) की मग़फिरत
व बखशिश की दुआ फरमा दें।
अल्लाह तआला तमाम हजरात को करवट-करवट
सुकून अता फरमाये । आमीन सुम्मा आमीन